مختصر مسائل واحکامِ

حج وعمرہ

اور

قربانی وعیدین

(قرآنِ کریم اور صحیح احادیث کی روشنی میں)

تالیف

ابو عدنان محمد منیر قمر

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر (سعودی عرب)

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور۔انڈیا

نامِ کتاب : ☆مختصر مسائل واحکامِ حج وعمرہ اورقربانی وعیدین

تالیف: ☆ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

کمپوزنگ : ☆ابوصفیہ شاہد ستار

طبع اول : ☆۲۰۰۲ء / ۱۴۲۳ھ

ہندوستان میں ملنے کے پتے:

1- توحید پبلیکیشنز، ایس.آر.کے.گارڈن

بنگلور۔فون.۶۶۵۰۶۱۸

2- چار مینار بک سنٹر

چار مینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔ا

3- میسور،فون. ۴۹۲۱۲۹

رابطہ: E-Mail:tawheed_pbs@hotmail .com

آئینۂ مضامین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

پیش رس

اِنَّ الۡحَمۡدَ لِلّٰهِ نَحۡمَدُه‘ وَنَسۡتَعِيۡنُه‘ وَنَسۡتَغۡفِرُه‘ ،وَ نَعُوۡذُ بِا للّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَ مِنۡ سَيِّئَاتِ أَعۡمَا لِنَا، مِنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه‘ ،وَ مَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَا هَادِىَ لَه‘، وَاَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَه‘ لَا شَرِيۡكَ لَه‘، وَ اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبۡدُه‘ وَرَسُوۡلُه‘.اَمَّا بَعۡدُ:

قارئینِ کرام !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حج وعمرہ اورقربانی کے موضوع پرہم نے پہلے ’’سوئے حرم‘‘ کے نام سے ایک پروگرام ریڈیو متحدہ عرب امارات ام القیوین سے پیش کیا اور پھر شارجہ ٹی وی سے۔اور بعد میں انھیں الگ الگ مفصّل کتابوں کی شکل میں بھی مرتّب کر کے شائع کر دیا۔وَلِلّٰهِ الۡحَمۡدُ.

اب ہم ’’حج وعمرہ اورقربانی وعیدین‘‘ کے طول طویل مسائل واحکام کو بہت ہی مختصر انداز سے آپ کی خدمت میں پیش کررہے ہیں۔امید ہے کہ ضروری مسائل اس مختصر انداز میں آپ کیلئے باعثِ استفادہ وپسندیدگی ہونگے۔اللہ تعالیٰ اس رسالہ کوشرفِ قبولیت سے نوازے،اور ہمارے لئے ،ہمارے فاضل ساتھی حافظ عبدالرؤف (شارجہ) جنکی ’’سوئے حرم‘‘ پرتخریج ہے،جس سے ہم نے اِس میں بھی استفادہ کیا ہے،انکے لئے اورہمارے معاون تمام دوست واحباب کیلئے دنیاوآخرت کی نجاح وفلاح کا ذریعہ بنائے۔آمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ،الخبر ۔31952
وداعیہ متعاون،مراکز دعوت وارشاد
الخبر ،الدمام،الظہران (سعودی عرب)

۱۴/ذوالحج ۱۴۲۲ھ
۲۶/فروری ۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر مسائل واحکامِ حج وعمرہ

فضائل وبرکاتِ حج وعمرہ:

[1] نماز وروزہ صرف بدنی عبادات ہیں اور زکوٰۃ صرف مالی، جبکہ حج وعمرہ، مالی وبدنی، ہر قسم کی عبادات کا مجموعہ ہے۔

[2] اسلام کے پانچ ارکان میں سے حج ایک اہم رکن ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

[3] ایمان وجہاد کے بعد حج مبرور ومقبول افضل ترین عمل ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

[4] دورانِ حج اگر کسی سے کوئی شہوانی فعل اور کسی گناہ کا ارتکاب نہ ہوتو حاجی گناہوں سے یوں پاک ہوکر لوٹتا ہے، جیسے آج ہی وہ پیدا ہوا ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

[5] حجِ مبرور کی جزاء جنت ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

[6] حج عورتوں کا جہاد ہے(صحیح بخاری) جسمیں کوئی قتال وجنگ بھی نہیں۔(مسند احمد، ابن ماجه، ابن خذیمه، دارقطنی، بیهقی، ابن ابی شیبه) عورتوں کی طرح ہی بوڑھوں اور ضعیفوں کا جہاد بھی حج وعمرہ ہے۔(احمد، نسائی، بیهقی، عبدالرزاق، ابو یعلیٰ، طیالسی، ابن ابی شیبه)

[7] حج وعمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہوتے ہیں۔(نسائی، ابن خذیمه، ابن حبان، بیهقی، مستدرك حاكم)

[8] حاجی کی زندگی قابلِ رَشک اور وفات قابلِ فخر ہوتی ہے کہ اگر وہ حالتِ احرام میں فوت ہوجائے تو قیامت کے دن وہ **لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ** پکارتا ہوا اٹھایا جائے گا۔(بخاری ومسلم)

[9] رمضان میں کئے گئے عمرے کا ثواب حج کے برابر ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

[10] ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے گناہوں کا کفّارہ ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

فرضیّتِ حج اور تارک کیلئے وعید:

[11] ’’اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق (فرض) ہے کہ جو اسکے گھر (بیت اللہ شریف) تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں وہ اسکا حج کریں اور جو کوئی اسکے حکم کی پیروی سے انکار کرے، تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔‘‘(سورۃ آل عمران: ۹۷) نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے، لہٰذا تم حج کرو، ایک صحابی (اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہر سال حج کریں؟ انھوں نے تین بار یہ سوال دہرایا اور نبی ﷺ خاموش رہے اور بالآخر فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا، تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم اسکی طاقت نہ پاتے۔(صحیح بخاری و مسلم) حج ایک مرتبہ فرض ہے، اسکے بعد جتنی مرتبہ کریں، وہ نفل ہے۔(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجه، دارمی، دارقطنی، بیهقی، مسند احمد، ابن ابی شیبه)

[12] حج کی استطاعت حاصل ہو جائے تو اسکی ادائیگی میں جلدی کرنا ضروری ہے۔

(مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجه، بیهقی، معجم طبرانی کبیر، دارمی، مستدرك حاكم)

[13] اگر توفیق ہو تو پانچ سال میں ایک مرتبہ حج کر لینا چاہیئے۔

(ابن حبان، بیهقی، مصنف عبدالرزاق، مسند ابو یعلیٰ، معجم طبرانی ا وسط)

[14] استطاعت حاصل ہو جانے کے باوجود مشاغلِ دنیا میں مصروف رہے اور اسی حالت میں حج کئے بغیر ہی موت آجائے تو ان کے بارے میں سخت وعید آئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ طاقت کے باوجود جن لوگوں نے حج نہیں کیا، میں ان پر غیر مسلموں

سے لیا جانے والا ٹیکس (جزیہ) نافذ کردوں۔ اللہ کی قسم، وہ مسلمان نہیں ہیں۔

(سنن سعید بن منصور، اخبار مکہ فاکھی، شرح الاعتقاد لا لکائی)

مفہومِ استطاعت:

[15] استطاعت کے مفہوم میں زادِ راہ (سورۂ البقرہ، آیت: ۱۹۷) اور سواری (یا اسکے اخراجات) شامل ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی، ابن ابی شیبہ، شرح السنہ بغوی)

[16] اسی طرح اہلِ علم نے راستوں کے پرامن ہونے کی شرط بھی عائد کی ہے۔ (الفتح الربانی ترتیب وشرح مسنداحمد الشیبانی ۱۱/۱۴۲۔۱۴۳)

عورتوں کیلئے ساتھ ہی کسی محرم کا ہونا بھی شرط ہے، جو حج اور کسی بھی سفر (بخاری ومسلم) خصوصاً ایک دن اور ایک رات (صحیح بخاری و مسلم) یا زیادہ سے زیادہ تین دنوں اور تین راتوں کے ہر سفر کیلئے شرط ہے۔ (صحیح مسلم)

[17] استطاعت کے مفہوم میں ہی جسمانی استطاعت بھی شامل ہے، اگر کوئی شخص پیدل تو کیا، سواری پر بھی نہ بیٹھا رہ سکتا ہو تو اسکا حج کے سفر پر نکلنا واجب نہیں۔ (صحیح بخاری و مسلم)

حجِ بدل:

[18] ایسا بوڑھا یا بیمار شخص اپنی طرف سے کسی کو 'حجِ بدل' کروادے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

[19] حجِ بدل عورت، مرد کی طرف سے (صحیح بخاری و مسلم) مرد، عورت کی طرف سے (صحیح بخاری و مسلم) عورت، عورت کی طرف سے (صحیح بخاری و مسلم) اور مرد مرد کی طرف سے کر سکتے ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خذیمہ، دارقطنی، بیہقی، مسند ابو یعلی، معجم طبرانی صغیر)

[20] حج بدل کرنے والے کیلئے شرط ہے کہ وہ پہلے اپنی طرف سے فریضۂ حج ادا کر چکا ہو۔
(ابوداؤد،ابن ماجه،ابن حبان،ابن خذیمه،دارقطنی،بیهقی، ابو یعلی ،معجم طبرانی صغیر)

سفرِ حج وعمرہ پر روانگی:

[21] تقویٰ و پرہیز گاری کو اختیار کریں کہ یہی بہترین زادِ راہ ہے۔(سورة البقرہ:۱۹۷)

[22] پورے سفرِ حج کے دوران بیہودہ وشہوانی افعال واقوال،لڑائی جھگڑے اور فسق و فجور سے بچیں۔(سورة البقرہ:۱۹۷ وصحیح بخاری و مسلم)

[23] روانگی سے قبل خلوصِ نیّت سے سابقہ تمام گناہوں سے توبہ کرلیں۔(سورةالنور:۳۱)
اسطرح سابقہ تمام گناہوں سے پلّہ پاک ہوجائے گا۔(ابن ماجه،معجم طبرانی کبیر)

[24] اگر آپ کے ذمے کسی کا کوئی حق یا امانت ہو تو وہ ادا کردیں یا لکھ جائیں۔(النسآء:۵۸)

[25] خلوص وللّہیت اختیار کریں کہ یہ قبولیتِ عمل کی ایک شرط ہے۔ (سورةالبیّنه:۵)

[26] مالِ حلال سے حج وعمرہ کریں، ورنہ اللہ کے یہاں قبولیّت ناممکن ہے۔(سورةالبقرہ:۱۷۲
سورة المؤمنون:۵۱ وصحیح مسلم)

[27] سفرِ حج وعمرہ کے دوران خصوصاً اور عام حالات میں عموماً ممنوع زیب وزینت مثلاً داڑھی منڈوانا(صحیح بخاری و مسلم) اور مردوں کا سونے (کی انگھوٹھی یا چین وغیرہ) کا استعمال کرنا حرام وفسق ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

[28] زندگی بھر عموماً اور سفرِ حج وعمرہ میں خصوصاً اعمال کے برباد کردینے والے شرک(الانعام:۹۸،الزمر:۶۵) اور فتنہ ودردناک عذاب کا باعث بننے اور جہنم لے جانے والی بدعات(النور:۶۳ و صحیح مسلم) کی تمام الائشوں سے اپنے آپکو پاک رکھیں۔

[29] سفرِ حج وعمرہ پر کسی بھی دن نکل سکتے ہیں، البتہ مسنون ومستحب دن، جمعرات (صحیح بخاری و مسلم) اور صبح کا وقت (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجه، دارمی، بیهقی، ابن ابی شیبه، مسند احمد) یا پھر کم ازکم دو پہر زوالِ آفتاب کا وقت ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

[30] کسی موحّد، متّبع سنت اور با اخلاق انسان کو اپنا رفیقِ سفر بنالینا چاہیئے۔ (بخاری ومسلم)

[31] آغازِ سفر پر گھر میں دو رکعتیں پڑھنے کا صحیح احادیث سے ثبوت نہیں ملتا۔ ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر وغیرہ والی مرفوع حدیث ضعیف ہے۔ (سوئے حرم از مؤلف، تخریج: حافظ عبدالرؤف ص ۱۱۰۔۱۱۲) البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما والا موقوف اثر سنداً صحیح ہے، جسمیں انکا سفر پر نکلنے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے۔ (ابن ابی شیبه و حوالۂ سابقه) سفر سے واپسی پر نبی ﷺ کا مسجد میں دو رکعتیں پڑھ کر گھر میں داخل ہونا ثابت ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

[32] سفر سے واپس آکر گھر میں دن کے وقت یا سرِ شام داخل ہونا چاہیئے۔ (بخاری و مسلم) طویل سفر سے واپسی پر اطلاع کئے بغیر رات کو اپنے گھر آنے سے بھی نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم) اسمیں بہت ہی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ (فتح الباری ۳۳۹/۹۔۳۴۱)

[33] گھر سے نکلتے وقت یہ دعاء کریں:

((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))

(ابوداؤد، ترمذی، عمل الیوم واللیله نسائی)

"اللہ کا نام لیکر اور اس پر توکّل کر کے (گھر سے نکل رہا ہوں) اور اسکی توفیق کے بغیر نہ نیکی کرنے کی ہمّت ہے، نہ برائی سے بچنے کی طاقت۔"

[34] مسافر کوالوداع کرنے والے یہ کہیں:

((اَسۡتَوۡدِعُ اللّٰهَ دِيۡنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِيۡمَ عَمَلِکَ))

(حواله جاتِ سابقه و ابن ماجه)

''میں تیرے دین وامانت اور خاتمۂ عمل کواللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

[35] مسافر جوابی دعاء یوں کرے:

((اَسۡتَوۡدِعُکُمُ اللّٰهَ الَّذِیۡ لَا تَضِيۡعُ وَ دَائِعُه'))

(ابن ماجه،مسند احمد،عمل اليوم والليلة نسائی و ابن السنی)

''میں آپ سب کواس ذاتِ الٰہی کے سپرد کرتا ہوں،جسکے سپرد کی گئی کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی۔''

[36] سواری پر بیٹھتے وقت یہ دعاء کریں:

((اَللّٰهُ اَکۡبَرُ،اَللّٰهُ اَکۡبَرُ ،اَللّٰهُ اَکۡبَرُ، سُبۡحَانَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَه' مُقۡرِنِيۡنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ))

(الزخرف: ۱۳۔۱۴،صحيح مسلم)

''اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بڑا ہے، پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لئے مسخّر کیا، ورنہ ہم میں اسکی طاقت نہ تھی اور ہم سب اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

[37] محض زیادہ ثواب کی نیّت سے طویل سفر پیدل کر کے حج وعمرہ کرنے کیلئے مکہ مکرمہ جانا

بعض وجوہات کی بناء پر غلط ہے۔سواری اللہ کی نعمت ہے۔استطاعت ہوتو اسے استعمال کر لینا چاہیئے۔اور یہی افضل ہے۔(فقہ السنہ ۶۴۰/۱،فتح الباری ۶۹/۴، ۷۹۔۸۰،۵۸۸/۱۱۔۵۸۹)
یہی نبی ﷺ کا حکم ہے۔(صحیحین سننِ اربعہ ،ابن خذیمہ،بیہقی،طبرانی اوسط)

مواقیتِ حج وعمرہ:

[38] عمرہ کیلئے سال کے کسی بھی ماہ اور کسی بھی وقت احرام باندھا جاسکتا ہے۔(الفتح الربانی ۵۱/۱۱۔۵۸)البتہ حج کے احرام کیلئے مہینے مقرر ہیں۔(البقرہ:۱۸۹،۱۹۷) جوکہ شوال،ذوالقعدہ اورذوالحجہ ہیں۔(بخاری تعلیقاً، شافعی، حاکم،دارقطنی،بیہقی، طبرانی اوسط و صغیر)

[39] حج وعمرہ کیلئے جانے والوں کے احرام باندھنے کے مقامات یہ ہیں:

❶ مدینہ سے ہوتے ہوئے آنے والوں کیلئے ذوالحلیفہ (بئرعلی)،❷ اہلِ شام اوراس راہ سے (اندلس،الجزائر،لیبیا،روم،مراکش وغیرہ سے) آنے والوں کیلئے جحفہ (رابغ)،❸ اہلِ نجد اور براستہ الریاض۔الطائف گزرنے والوں کیلئے قرن المنازل(السیل الکبیر یا وادیٔ محرم)،❹ اہلِ یمن اور اس راستے سے(جنوبِ سعودیہ،انڈونیشیا،چین، جاوہ،انڈیا اور پاکستان سے) آنے والوں کیلئے یلملم (سعدیہ) ❺ اوران مقامات سے اندرونی جانب رہنے والوں کیلئے انکے اپنے گھر ہی میقات ہیں۔(صحیح بخاری ومسلم) ❻ اہلِ عراق اوراس راستہ سے(ایران اور براستہ حائل) آنے والوں کا میقات ذاتِ عرق نامی مقام ہے۔(صحیح مسلم)مصر کیلئے بھی شام والوں کا ہی میقات ہے۔(نسائی،دارقطنی،بیہقی،نیز دیکھیئے:فتح الباری ۳۸۴/۳۔۳۹۱،الفتح الربانی ۱۰۵/۱۱ وما بعد،المرعاۃ شرح مشکوٰۃ ۲۳۲/۶ ومابعد،فقہ السنہ)

[40] حج وعمرہ کی نیّت سے مکہ مکرمہ جانے والا اگر احرام باندھے بغیر میقات سے گزر جائے تو واپس لوٹ کر میقات سے احرام باندھ کر جائے یا پھر اندر ہی کہیں سے احرام باندھ لے تو دَم (فدیہ کا بکرا) دے اور اس کا حج وعمرہ صحیح ہوگا۔(الفتح الربانی والمرعاۃ)

[41] کسی ذاتی غرض، تجارت، تعلیم، علاج وغیرہ سے جائے اور حج وعمرہ کا ارادہ نہ ہو تو بلا احرام حدودِ حرم میں داخل ہوسکتا ہے۔ (حوالہ جاتِ سابقہ)

[42] پاک وہند سے ہوائی جہاز سے آنے والے لوگ احرام کی چادریں اور خواتین احرام کے کپڑے پہن کر چلیں اور جہاز کے عملے کے یہ بتانے پر کہ میقات سے گزرنے لگے ہیں، وہاں سے لَبَّیْکَ.... پکارنا شروع کردیں۔ ہوائی مسافروں کا جہاز میقات سے گزر کر جدہ آتا ہے، لہٰذا انکے لئے جدہ میقات نہیں ہے۔(تنبیہات علیٰ أنّ جدہ لیست میقاتا للشیخ محمد عبداللہ بن حمید والمرعاۃ ۶/۲۳۵-۲۳۸)

احرام باندھنے کا طریقہ:

[43] غسل کر کے احرام باندھنا سنت ہے۔(ترمذی، ابن خذیمہ، دارقطنی، بیھقی)
حیض والی عورتیں بھی غسل کرلیں اور احرام باندھ لیں۔(صحیح مسلم) سردی یا کسی وجہ سے آپ غسل نہ کرسکیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔(شرح مسلم نووی، الفتح الربانی)

[44] غسل یا وضوء کر کے احرام کی نیّت کرنے سے پہلے مردوں کا بدن پر خوشبو لگانا جائز ہے، چاہے اسکا اثر بعد میں دیر تک ہی کیوں نہ رہے۔(صحیح بخاری ومسلم)

[45] مرد، دوسفید چادریں لے لیں، عورتیں معمول کا صاف ستھرا اور موٹا وساتر لباس ہی بطورِ احرام استعمال کرلیں۔ مرد سر کو ننگا رکھیں اور ایسا جوتا پہنیں جو ٹخنوں کو نہ ڈھانپے۔ عورتیں

دستانے نہ پہنیں اور نہ ہی منہ پر نقاب باندھیں، البتہ غیر محرم لوگوں سے سر سے کپڑا گرا کر پردہ کریں۔(ابوداؤد،ابن ماجه،ابن خذیمه ،دارقطنی ،بیهقی ،مسند احمد، حاکم،مؤطا مالك)

[46] احرام کیلئے کوئی مخصوص نماز نہیں۔فرض، اشراق، ضحیٰ، تحیۃ الوضوء یا تحیۃ المسجد کی رکعتیں پڑھ لیں تو وہی کافی ہیں۔(مجموع فتاوی ابن تیمیه ۱۰۸/۲۶۔۱۰۹) بعض احادیث کی رو سے جمہور علماء کے نزدیک یہ دو رکعتیں مستحب ہیں ضروری نہیں، اور انکا وقت احرام باندھنے کے بعد اور لَبَّیْک..... پکارنا شروع کرنے سے پہلے ہے۔(بخاری ومسلم)

[47] صرف عمرہ یا افضل ترین حجِ تمتع کا عمرہ کرنے والا دل میں نیّت کرلے اور یہ الفاظ کہنا بھی ثابت ہے:

((اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً)) ’’اے اللہ! میں عمرہ کیلئے حاضر ہوا ہوں۔‘‘

اور اگر حجِ قِران کرنا ہو تو یہ کہیں:

((اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ حَجّاً وَ عُمْرَۃً)) ’’اے اللہ! میں حج وعمرہ کیلئے حاضر ہوا ہوں۔‘‘

صرف حجِ مُفرد (بلا عمرہ) کرنا ہو تو یوں کہیں:

((اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ حَجّاً)) ’’اے اللہ! میں حج کیلئے حاضر ہوا ہوں۔‘‘

[48] اسکے بعد تلبیہ کہنا شروع کردیں، جو یہ ہے:

((لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ،لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ،اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ ،لَا شَرِیْکَ لَکَ)) (صحیح بخاری و مسلم)

’’میں حاضر ہوں، اے میرے رب! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بیشک ہر قسم کی تعریف، تمام نعمتیں،

اور بادشاہی تیرے ہی لئے ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں۔"

ساتھ ہی یہ کہتے جائیں:

((لَبَّیْکَ اِلٰهُ الْحَقِّ لَبَّیْکَ))

(نسائی،ابن ماجه،بیهقی، ابن حبان،ابن خذیمه،دارقطنی، حاکم، احمد،طیالسی)

"میں حاضر ہوں، اے معبودِ برحق! میں حاضر ہوں۔"

تلبیہ بلند آواز سے کہنا چاہیئے، حتیٰ کہ خواتین بھی اتنی آواز سے کہیں کہ انکی ساتھی خواتین سن سکیں۔ دوسرے مردوں تک ان کی آواز نہ جائے۔ (منسك ابن تيميه بحواله مناسك الحج والعمره للالبانی ص۱۸)

[49] میقات سے عمرہ کا احرام باندھیں اور عمرہ کرکے احرام کھول دیں، معمول کے لباس میں رہیں، ۸ ذوالحجہ (یومِ ترویہ) کو پھر اپنی رہائش گاہ سے حج کا احرام باندھیں اور دس ذوالحجہ کو قربانی کے بعد کھول دیں۔ یہ حجِ تمتّع ہے، جو کہ افضل ترین حج ہے۔ (بخاری و مسلم نیز دیکھیئے نیل الاوطار ۳۱۰/۴/۲۔۳۱۴، الفتح الربانی ۹۵/۱۱۔۹۶)

[50] میقات سے حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھیں اور عمرہ کرکے احرام نہ کھولیں، اسی حالت میں ۸ ذوالحجہ کو منیٰ چلے جائیں، ۱۰ ذوالحجہ کو قربانی کے بعد احرام کھول دیں۔ یہ حجِ قِران ہے۔ اگر قربانی کا جانور ساتھ لے لیا ہو تو پھر حجِ قِران کرنا ہی سنت ہے۔

[51] میقات سے حج کا احرام باندھیں، مکہ پہنچ کر طوافِ قدوم وسعی کریں اور احرام کھولے بغیر منیٰ چلے جائیں اور تمام مناسکِ حج پورے کرکے احرام کھول دیں۔ یہ حج مفرد ہے اور اس حج کے ساتھ قربانی واجب نہیں ہے۔

محرّماتِ احرام: (وہ اُمور جو احرام کی حالت میں منع ہیں):

[52] احرام کی حالت میں بال کٹوانا، کاٹنا یا نوچنا حرام ہے۔(البقرہ:۱۹۶) کسی عذر کی وجہ سے بال کٹوانے پڑیں تو اس پر فدیہ ہے، جو کہ چھ مسکینوں کا کھانا یعنی تین صاع (ساڑھے چھ کلو گرام) غلہ بانٹ دو یا تین روزے رکھ لو یا پھر ایک بکرا ذبح کردو۔(صحیح مسلم)

[53] ناخن کاٹنا (مرد وزن) سلے ہوئے کپڑے پہن لینا، جرابیں پہن لینا، سرڈھانپنا (مردوں) اور خوشبو لگانا عورتوں اور مردوں کیلئے حرام ہے۔(صحیح بخاری ومسلم)

[54] عورتوں کا دستانے پہننا اور نقاب (ڈھاٹا) باندھنا بھی منع ہے۔(صحیح بخاری)
لیکن وہ سر کے کپڑے سے غیر محرم لوگوں سے پردہ کریں، جیسا کہ امہات المؤمنین اور صحابیات رضی اللہ عنہنّ نے کیا تھا۔(ابوداؤد،ابن ماجہ،ابن خذیمہ،دارقطنی،بیہقی، احمد، حاکم،موطامالک)

[55] نکاح ومنگنی کرنا بھی منع ہے۔(صحیح مسلم)

[56] جنگلی جانوروں کا شکار کرنا (المائدہ:۹۵۔۹۶) بھی منع ہے۔ اگر غلطی سے شکار کر بیٹھے تو فدیہ دے (المائدہ:۹۵) نیل گائے کے بدلے پالتو گائے اور ہرن کے بدلے بکری ذبح کرے اور اگر مالی استطاعت نہ ہو تو ایسے جانوروں کی قیمت لگا کر اسکے برابر غلہ بنایا جائے اور پھر ہر ایک صاع (دو کلو) کے بدلے ایک روزہ رکھیں (تفسیر ابن کثیر مترجم اردو ۲۲/۲۔۲۷) بجّو کے شکار کے بدلے مینڈھا ہے۔(ابوداؤد،ترمذی،نسائی،ابن ماجہ،ابن حبان،ابن خذیمہ،دارقطنی، بیہقی، حاکم،مسند احمد،ابو یعلیٰ) خرگوش کے شکار پر بکری کا ایک سال سے چھوٹا بچہ (موطا مالك،مسند شافعی،بیہقی) جنگلی گدھے کے شکار پر گائے (بیہقی) کبوتر پر بکری (مسند شافعی) لومڑی اور گوہ پر بھی بکری کا ایک سال کا بچہ فدیہ ہے۔(مسند شافعی)

[57] جماع (ہم بستری)، بوس وکنار، بدکاری ومعصیت اور لڑائی جھگڑا بھی منع وحرام ہے۔ (البقرہ:۱۹۷) جماع سے حج باطل ہوجاتا ہے اور بوس وکنار سے حج باطل تو نہیں ہوتا مگر اس پر دَم (ایک بکری ذبح کر کے بانٹنا) ہے۔ (المغنی ۳/۳۱۰،الفتح الربانی ۱۱/۲۳۳۔۲۳۶)

[58] بلاضرورت کنگا کرنا مکروہ ہے (شرح مسلم نووی ۴/۸/۱۴۰) اور اگر کوئی واقعی ضرورت پیش آجائے تو پھر جائز ہے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

آدابِ حرمینِ شریفین:

[59] حدودِ حرمین میں اُگے ہوئے درخت، گھاس اور نباتات کاٹنا ہر حال میں منع ہے۔ البتہ اِذخر نامی گھاس، خود اُگائی ہوئی سبزیات اور سوکھے ہوئے درختوں یا گھاس پھوس کو کاٹنے کی اجازت ہے۔ (بخاری ومسلم نیز دیکھیئے المغنی ۳/۳۱۵،۳۱۶)

[60] احرام کی حالت کی طرح حدودِ حرم میں بھی شکار کرنا منع ہے۔ البتہ مرغی وبکری وغیرہ ذبح کرسکتا ہے اور ان کا گوشت بھی کھا سکتا ہے۔

[61] حدودِ حرم میں گری پڑی چیزوں کا اُٹھانا بھی منع ہے، سوائے اسکے جو اعلان کروانا (یا دفتر مفقودات وگمشدہ اشیاء میں جمع کروانا) چاہتا ہو. (صحیح بخاری ومسلم)

مباحاتِ احرام: (وہ امور جو احرام کی حالت میں جائز ہیں):

[62] غسلِ جنابت کے جواز پر تو تمام علماءِ امت کا اجماع ہے۔ (فتح الباری ۴/۵۵۔۵۶، الفتح الربانی ۱۱/۲۱۰۔۲۱۳) اور محض ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے بھی جائز ہے۔ (بخاری ومسلم) سر کو دونوں ہاتھوں سے مَل کر دھو سکتے ہیں۔ (صحیح بخاری ومسلم) دورانِ غسل اگر سر یا بدن کا کوئی بال خود بخود ٹوٹ کر گر جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (الفتح الربانی ۱۱/۲۱۳،فتاویٰ ابن

تیمیہ ۲۶/۱۱۶) اسکے لئے کوئی بھی صابن استعمال کر سکتے ہیں، البتہ احناف کے نزدیک اُس صابن کا خوشبودار نہ ہونا ضروری ہے۔(الفقہ علی المذاھب الاربعہ ۱/۶۵۰۔۶۵۱، فقہ السنہ ۱/۶۶۶) سر دھوتے یا نہاتے وقت اگر پانی میں غوطہ لگانے سے سر ڈھک جائے تو اسمیں کوئی حرج نہیں۔(مسند شافعی وسنن کبریٰ بیہقی) **بوقت ضرورت احرام کا کوئی کپڑا بدلا یا دھویا جا سکتا ہے**۔(دارقطنی، بیہقی، المحلّیٰ ابن حزم)

[63] چھتری، کپڑے، خیمے، درخت یا گاڑی کے چھت وغیرہ کے نیچے سائے میں بیٹھنا جائز ہے۔(بخاری ومسلم، نیز دیکھئے فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۶/۱۱۲، فقہ السنہ ۱/۶۶۷۔۶۶۹)

[64] بوقتِ ضرورت آنکھوں میں سُرمہ یا کوئی دوا لگانا بھی روا ہے۔ (صحیح مسلم)

محض زینت کیلئے سُرمہ لگانا مناسب تو نہیں، لیکن اس پر کوئی فدیہ بھی نہیں۔(المغنی ۳/۲۹۵)

[65] مچھلی وغیرہ کا سمندری شکار کرنا اور اسکا گوشت کھانا جائز ہے۔(سورۃالمائدہ:۹۶)

[66] بلاقصد وارادہ عورت سے چُھو جانے میں کوئی مضایقہ نہیں۔(الفتح الربانی ۱۱/۲۳۶) البتہ شہوت کے ساتھ چُھونا اور بوس وکنار کرنا حرام ہے، جسکی تفصیل محرّماتِ احرام میں گزری ہے۔

[67] موذی جانوروں، سیاہ وسفید کوّے، چیل، بچّھو، چوہے اور کاٹنے والے پاگل کتّے کو (احرام کی حالت اور حرم میں بھی) مارنا جائز ہے۔(بخاری ومسلم) شیر، چیتا اور بھیڑیا بھی مار سکتے ہیں۔(مستدرک حاکم، نیز دیکھیئے فتح الباری ۴/۳۶۔۳۹) عام گھریلو کالا کوّا اس حکم سے خارج ہے۔(فتح الباری ۴/۳۸، فقہ السنہ ۱/۶۷۱) مکھی، مچھر، کھٹمل، چیچڑی، چیونٹی اور جوئیں نکال کر پھینک سکتا ہے اور ماردے تو بھی کوئی حرج نہیں، البتہ مارنے سے پھینکنا اچھا ہے۔(المحلّی ابن حزم ۷/۲۴۵، فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۶/۱۱۸، فقہ السنہ ۱/۶۷۰)

[68] احرام کی حالت میں سر کا ڈھانپنا تو منع ہے، جیسا کہ محرّمات میں ذکر ہوا ہے، البتہ منہ ڈھانپ سکتے ہیں. (فتح الباری ۴/۵۴-۵۵، شرح مسلم نووی ۱۲۶/۸-۱۲۹، فقه السنه ۱/۶۶۶)

[69] پچھنے اور سینگی لگوانا یا فصد کروانا جائز ہے (بخاری ومسلم) سر یا جسم کے کسی حصے کو احتیاط کے ساتھ خراش سکتا ہے۔ (بخاری تعلیقاً، مالك و بیهقی موصولاً) اسکے باوجود اگر کوئی بال گر جائے تو کوئی حرج نہیں. (فتاویٰ ابن تیمیه ۲/۳۶۸ بحواله حجة النبی ﷺ للالبانی ص ۲۷)

[70] بیلٹ، گھڑی، عینک لگانا، پرس باندھنا، آئینہ دیکھنا، چادر کو گرہ لگانا، عورت کا زیور پہننا اور مرد کا چاندی کی انگوٹھی پہن لینا جائز ہے۔ (بخاری، مالك، ابن حزم، فقه السنه ۱/۶۶۸)

[71] پھول یا کسی بُوٹی کی خوشبو سونگھنا، دانت داڑھ نکلوانا، مرہم پٹی کروانا، ٹوٹے ہوئے ناخن کو اتار کر پھینکنا قابلِ مواخذہ نہیں ہے۔ (بخاری، مؤطامالك، بیهقی، محلّیٰ، فقه السنه ۱/۶۶۷)

بوقتِ ضرورت سر پر کچھ اٹھا لینے سے سر ڈھک جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (فقه السنه ۱/۶۶۶)

آدابِ دخولِ مکہ و مسجدِ حرم:

[72] ممکن ہو تو دخولِ مکہ سے قبل کہیں غسل کریں، دن کو شہرِ مکّہ میں داخل ہوں، اس دن سے پہلی رات مقامِ ذی طویٰ (آبارِ زاہد) پر گزاریں (بخاری و مسلم)

مکہ میں بالائی جانب (ثنیہ کداء یا ثنیہ علیاء) کی طرف سے داخل ہوں اور مکہ کی زیریں جانب سے نکلیں۔ (بخاری ومسلم) اگر یہ ممکن نہ ہو تو کسی بھی راستہ سے داخل ہو سکتے اور نکل سکتے ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجه، دارمی، بیهقی، ابن خذیمه، مسند احمد، مستدرك حاکم)

[73] باب السلام سے ہوتے ہوئے باب بنی شیبہ کے راستے مسجد حرام میں داخل ہوں۔ (ابن خذیمه، بیهقی، مستدرك حاکم) مسجدِ حرام میں داخلے کے وقت بھی دایاں قدم پہلے اندر

رکھیں۔(بیهقی ومستدرك حاكم)اور یہ دعاء کریں:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ،اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ)) (مسلم)

''اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر درود ورحمتیں نازل فرما۔اے اللہ!

میرے لئے رحمتوں کے دروازے کھول دے۔''

[74] بیت اللہ شریف (کعبہ شریف) پر نظر پڑے تو اسوقت کیلئے نبی ﷺ سے تو کوئی دعاء ثابت نہیں اور جو مشہور ہے، وہ ضعیف ہے۔البتہ حضرت عمرِ فاروق اور سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہما یہ دعاء کیا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَام))

(ابن ابی شیبه،بیهقی،اخبار مکه ازرقی،کتاب الام شافعی)

''اے اللہ! تو سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ہے۔اے ہمارے رب!

ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔''

[75] کعبہ شریف کو دیکھ کر نبی ﷺ کا دونوں ہاتھوں کو اٹھانا تو صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ البتہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے مروی ہے کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔(مناسك الحج والعمره للالبانی ص۲۰)

مسائل واحکام اور طریقۂ طواف:

[76] مسجدِ حرام کا تحیہ،طواف ہے،لہٰذا یہاں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں نہ پڑھیں بلکہ طواف شروع کردیں۔ہاں اگر کوئی فرض نماز رہتی ہے تو وہ پہلے پڑھ لیں۔

(المغنی ۳۳۳/۳،فقه السنه۶۹۳/۱)

[77] طواف کیلئے طہارت ووضوء شرط ہے۔(بخاری ومسلم)
حیض ونفاس کی حالت میں طواف نہ کیا جائے۔(بخاری ومسلم)
[78] سب سے پہلے حجراسود کے سامنے آئیں اور بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے اسے بوسہ دیں اور طواف شروع کردیں۔(بخاری ومسلم) اوراگر بوسہ نہ دے سکیں تو ہاتھ یا چھڑی لگا کر اسے بوسہ دے لیں۔(بخاری ومسلم) اوراگر یہ بھی ممکن نہ ہوتو دور سے ہی تکبیر کہتے ہوئے اشارہ کریں اور طواف شروع کردیں۔(بخاری ومسلم) صرف اشارے کی شکل میں ہاتھ کو بوسہ دینا ثابت نہیں ہے۔یہ عمل طواف کے ساتوں چکروں میں سات مرتبہ دہرائیں۔
(ابوداؤد،نسائی،ابن خذیمه، بیهقی، احمد، حاکم) یہاں دھکم پیل اور زورآزمائی جائز نہیں اور بوسہ دینے کیلئے کمزوروں کو تکلیف نہیں دینی چاہیئے .(احمد، بیهقی،عبدالرزاق، کتاب الام شافعی)
[79] طواف کے ہر چکر میں رکنِ یمانی کو بوسہ دینا ثابت نہیں نہ اشارہ کرنا۔ممکن ہوتو صرف ہاتھ سے چُھونا رواہے۔(نیل الاوطار شوکانی ۴۲/۵/۳-۴۳،مناسك الحج والعمره ص۲۲)
[80] صرف پہلے طواف کے ساتوں ہی چکروں میں مردوں کیلئے اضطباع (دایاں کندھا ننگا کرنا) اوران میں سے صرف پہلے تین چکروں میں رمل چال (آہستہ آہستہ دوڑنا) ضروری ہے۔(ابوداؤد،ترمذی ،ابن ماجه،دارمی، بیهقی،مسند احمد،معجم طبرانی کبیر)
رمل سنتِ رسول ﷺ ہے۔(بخاری ومسلم) مگر عموماً اسمیں لاپرواہی کی جاتی ہے۔
[81] حجرِ اسود اور بابِ کعبہ کی درمیانی دیوار ''ملتزم'' کے ساتھ چمٹنا،اس پر چہرہ،سینہ،ہاتھ اور بازو لگانا اور دعائیں کرنا بھی مسنون عمل ہے.(ابوداؤد،ابن ماجه،دارقطنی،بیهقی،مسنداحمد مصنف عبدالرزاق) اس کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں،البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دخولِ مکہ کے

وقت یعنی طواف کے ساتھ ہی کسی وقت کر لیتے تھے۔(مناسك الحج والعمره ص۲۳)

[82]طواف،حطیم (حجرِاسماعیل علیہ السلام کا نیم دائرہ) کے باہر سے گزر کر کرنا چاہیئے (بخاری)تا کہ پورے بیت اللہ کا طواف ہوجسکا کہ حکم ہے۔(سورۃالحج:۲۲)

[83] حجرِاسود،رکنِ یمانی اورملتزم کے سوا پورے بیت اللہ (کعبہ شریف) کے کسی بھی حصہ کو بوسہ دینا یاچُھونا یااشارہ کرنا ثابت نہیں ہے۔(بخاری و مسلم نیز دیکھیئے: مجموع فتاویٰ ابن تیمیه ۹۷/۲۶،مناسك الحج والعمره ص۲۲)

[84]دورانِ طواف بلاضرورت لایعنی گفتگو نہ کریں، کیونکہ طواف بھی نماز ہی ہے،البتہ اسمیں جائز گفتگو حلال ہے۔(ترمذی،نسائی،ابن حبان ،ابن خذیمه،دارمی،طبرانی ، احمد، حاکم)

[85]رکنِ یمانی اورحجرِاسود کے درمیانی حصہ میں یہ دعاء کریں:

﴿رَبَّنَاآتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

''اے ہمارے رب! ہمیں دنیاوآخرت کی بھلائیاں عطافرمااورہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔'' (البقرہ:۲۰۲)

(ابوداؤد،مسند احمد،ابن حبان،بیهقی،حاکم، عبدالرزاق،ابن ابی شیبه،ابن خذیمه)

باقی سارے چکراورساتوں ہی چکروں میں قرآنِ کریم اورصحیح احادیث سے ثابت شدہ کوئی بھی دعاء کریں، چاہے اپنی اپنی زبان میں دعائیں مانگیں،کوئی حرج نہیں۔(ابن تیمیه بحواله مناسك الحج والعمره ص ۲۳) اورسات چکروں کیلیئے الگ الگ جوسات دعائیں تجویز کی گئی ہیں،ان کے''چکر''میں نہیں آنا چاہیئے۔

[86]بیت اللہ کے جتنا قریب ہوکرطواف کریں،اتنا ہی افضل ہے،البتہ بھیڑ کی وجہ سے جہاں

بھی ممکن ہوکرلیں، پوری مسجدِ حرام (اوراسکی سب منزلوں) میں طواف صحیح وجائز ہے۔
(التحقیق والایضاح للشیخ ابن باز ص۳۱)

[87] اگرطواف کے چکروں میں شک ہوجائے تو تھوڑی تعداد پراعتماد کرکے باقی تعداد کو پورا کرلیں۔(حوالۂ سابقہ)

[88] پیدل طواف افضل ہے، مگرکسی ضرورت ومجبوری کے تحت سوار ہوکرطواف کرنا بھی جائز ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

[89] طواف کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے اور نہ ہی طواف والی دورکعتوں کا کوئی وقتِ کراہت ہے، وہ بھی ہروقت پڑھی جاسکتی ہیں۔(ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خذیمہ، بیھقی، دارقطنی، مسند احمد، ابو یعلیٰ، مستدرك حاكم)

[90] استحاضہ (عورت کوخون کا قطرہ آتے رہنا) بواسیر، سلسلِ بول (پیشاب) اورسلسلِ ریح (ہوا) کی بیماری والے طواف ونماز ادا کرسکتے ہیں۔(بخاری و مسلم، فقه السنه۱/۶۹۶)

[91] دورانِ طواف نماز کا وقت ہوجائے یا بول وبراز کی حاجت ہوجائے تو اپنی نماز سے فارغ ہوکر جہاں سے طواف چھوڑا تھا، وہیں سے شروع کرلیں۔(بخاری مع فتح الباری ۳/۴۸۴ المغنی ۳/۳۵۵، فقه السنه۱/۶۹۸)

[92] طواف کے سات چکروں سے فارغ ہوکرمقامِ ابراہیم علیہ السلام پرآجائیں اوریہ پڑھیں:

﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (البقرہ:۱۲۵)

''اورمقامِ ابراہیم علیہ السلام کوجائے نماز بناؤ۔''

مقامِ ابراہیم کواپنے اوربیت اللہ کے درمیان رکھ کر (صحیح مسلم) دورکعت نماز پڑھیں۔

(صحیح بخاری ومسلم) اگر اژدہام کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو تو پھر سارے حرم میں کہیں بھی یہ دو رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔اگر بھول جائیں تو حرم یا خارج از حرم کہیں بھی انکی قضاء بھی ممکن ہے۔(فتح الباری ۳/۴۸۷) پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھنا مسنون ہے۔(ابن ماجہ،نسائی،بیہقی) ایک حدیث میں پہلی رکعت میں الاخلاص اور دوسری میں الکافرون آیا ہے۔(مسلم) مگر قرآنی ترتیب کے مطابق پہلی حدیث ہی ہے۔ یہ دو رکعتیں پڑھ کر وہیں بیٹھے بیٹھے خوب دعاء کریں۔

[93] اب آبِ زمزم پئیں، بشرطیکہ روزہ نہ ہو اور اپنے سر پر بھی پانی ڈالیں. (مسند احمد) ایک حدیث میں چہرہ دھونے کا بھی ذکر ہے، مگر وہ روایت ضعیف ہے۔(اخبار مکہ فاکھی ،تخریج سوئے حرم ص۲۸۹) پورا وضوء کرنے بلکہ نہانے اور اسمیں کفن و نقدی بھگونے والے اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں۔آبِ زمزم مریضوں کو پلانا اور ان پر چھڑکنا نبی ﷺ سے ثابت ہے۔(تاریخِ کبیر امام بخاری،ترمذی، مسند ابو یعلیٰ،مستدرک حاکم،بیہقی)

[94] زمزم پی کر پھر حجرِ اسود کا استلام (بوسہ،چھونا یا اشارہ) کریں تا کہ طواف کا اول و آخر نبی ﷺ کی طرح استلام پر ہی ہو۔اور پھر بابِ صفا سے صفا پر چلے جائیں۔ (صحیح مسلم)

مسائل و احکام اور طریقۂ سعی:

[95] سعی کا آغاز کرنے کیلئے صفا پہاڑی کے اوپر تک چلے جانا مسنون و افضل ہے۔وہاں یہ آیت پڑھیں:

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ (البقرہ:۱۵۸)

''بیشک صفا و مروہ اللہ کے شعائر و نشانیوں میں سے ہیں۔''

اور ساتھ ہی یہ کہیں:

((اَبْدَ أُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ)) (صحیح مسلم)

''میں بھی وہیں سے سعی شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ نے

(تذکرہ) شروع فرمایا ہے۔''

صفا پر قبلہ رو کھڑے ہو کر تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں اور پھر تین مرتبہ ہی یہ ذکرِ الٰہی دہرائیں:

((لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ، یُحْیِ وَیُمِیْتُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ))

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اسکا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

((لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ)) (صحیح مسلم)

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اکیلے نے تمام سرکش جماعتوں کو شکست دی۔''

[96] اب یہاں اپنے لئے خوب دعائیں کریں اور صفا سے نیچے مروہ کی جانب اترنا شروع کردیں اور جب سبز ستونوں کے وسط میں پہنچیں تو آہستہ آہستہ دوڑیں، یہاں تک کہ اگلے سبز ستون آجائیں، پھر آہستہ آہستہ چلنے لگیں اور مروہ تک پہنچ جائیں۔ (صحیح مسلم)

[97] صفا و مروہ کی سعی کے دوران بھی طواف کی طرح صرف ایک دعاء ہی مرفوعاً ضعیف مگر

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے صحیح سند سے ثابت ہے، جو یہ ہے:

((رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ،اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ))

(مصنف ابن ابی شیبہ ،بیہقی،طبرانی اوسط)

''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما،تو غالب اور صاحبِ کرم ہے۔''

صفا کی طرح ہی مروہ کے بھی اوپر چڑھ جائیں اور وہاں بھی صفا والا ذکر اور دعائیں کریں۔ (صحیح مسلم) صفا سے مروہ تک ایک اور مروہ سے صفا تک دو اور اسی طرح سات چکر مروہ پر مکمل ہونگے۔طواف اور سعی کے چکروں میں یہ فرق ہے۔(صحیح مسلم نیز دیکھیئے شرح نووی ۱۷۸/۸/۴ ،الفتح الربانی ۸۲/۲۱۔۸۳)

[98] صفا و مروہ کی موجودہ صورتِ حال میں حیض و نفاس والی عورت کا سعی کرنا مناسب نہیں لگتا، کیونکہ یہ ساری جگہ ہی حرم میں شامل لگتی ہے۔ بہرحال اصل مسئلہ یہ ہے کہ صفا و مروہ کی سعی کیلئے طہارت و وضوء شرط نہیں ہے۔(مسلم) گویا باوضوء افضل ہے،مگر بلا وضوء بھی جائز ہے۔

[99] طواف کی طرح ہی سعی بھی پیدل ہی افضل ہے،مگر بوقتِ ضرورت سواری کا استعمال بھی جائز ہے۔(بخاری ومسلم)

[100] سعی مکمل کر کے مروہ سے باہر نکل جائیں اور صرف عمرہ یا حج تمتّع کا عمرہ کرنے والے سر منڈ والیں یا سارے سر کے بال ہلکے کروالیں۔صرف چند جگہوں سے قینچی سے بال کاٹ لینا جائز نہیں ہے۔عورتیں چوٹی کے بال پکڑ کر انگلی کے پُورے کے برابر کاٹ لیں۔اسکے ساتھ ہی احرام کھول دیں،آپکا عمرہ مکمل ہوا۔

[101] اگر کوئی قربانی ساتھ لایا ہے اور حجِ قران کر رہا ہے تو وہ عمرہ مکمل کرلے، بال نہ کٹوائے، نہ احرام کھولے، بلکہ بدستور احرام میں ہی رہے۔ وہ یومِ نحر کو ہی قربانی کے بعد احرام کھولیں گے۔(بخاری ومسلم) البتہ اگر کوئی قربانی ساتھ نہ لایا ہو اور قِران کی نیّت کرلی ہو تو اسے عمرہ کرکے قربانی کی نیّت فسخ کردینی اور تمتّع کی نیّت کرلینی چاہیئے اور بال کٹوا کر احرام کھول دینا چاہیئے، جیسا کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا تھا۔(بخاری ومسلم)

[102] اگر کسی عورت نے عمرہ کا احرام باندھا اور طواف سے پہلے ہی حیض آ گیا یا زچکی ہو گئی تو وہ پاک ہونے تک طواف وسعی نہ کرے۔ خون بند ہونے کے بعد غسل کر کے طواف وغیرہ کرے اور اگر ۸ ذوالحج تک بھی پاک نہ ہو تو منیٰ چلی جائے۔ اسطرح اسکا یہ ''حجِ قِران'' ہو جائے گا۔(التحقیق والایضاح ص ۳۴) ایسی عورت اور ہر قارن کیلیئے صرف ایک ہی طواف و سعی حج وعمرہ دونوں کیلیئے کافی ہے۔(بخاری ومسلم) اور اگر ایسی کوئی عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح تنعیم سے عمرہ بھی کرلیتی ہے تو اسکے لئے مثال موجود ہے۔(بخاری ومسلم) یہ صرف ایسے ہی لوگوں کیلیئے ہے۔ اس سے ''چھوٹا عمرہ'' کی لائینیں لگا دینا ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ایک سفر میں بکثرت عمرے سلفِ امت سے ثابت ہیں۔(زادالمعاد ۲/۱۷۰)

مسائل واحکام اور طریقۂ حج

احرامِ حج اور منیٰ کو روانگی:

[103] ۸ ذوالحج (یومِ ترویہ) کو اپنی رہائش گاہ سے غسل کر کے بدن کو خوشبو لگا کر (لَبَّیْکَ حَجًّا اور پھر تلبیہ کہتے ہوئے) حج کا احرام باندھیں اور منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔(بخاری ومسلم)

اور نمازِ ظہر وعصر، مغرب وعشاء اور اگلے دن کی فجر وہیں پڑھیں۔(صحیح مسلم) یہاں ظہر وعصر اور عشاء قصر کرکے پڑھنا سنت ہے، اور اس میں مقامی وآفاقی حُجّاج میں کوئی فرق نہیں۔ (التحقیق والایضاح ص ۲۷) اگر کثرتِ حُجّاج اور اژدہام کی وجہ سے کسی کو منیٰ میں جگہ نہیں ملتی اور وہ منیٰ کے آخری حصے کے ساتھ ہی مگر منیٰ سے باہر خیمہ لگالیتا ہے تو اسکا حج صحیح ہے، کیونکہ عذر کی وجہ سے منیٰ میں نہ رہ سکنے کی، نبی ﷺ نے بکریاں چرانے والوں اور اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پانی پلانے کی وجہ سے رخصت دے دی تھی۔(فتویٰ شیخ العثیمین، مجله الدعوة الریاض شمارہ ۱۸۲۸، ۲۴/ ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ، ۷ فروری ۲۰۰۲ء)

عرفات کو روانگی:

[104] ۹ ذوالحج (یومِ عرفہ) کو سورج نکلنے کے بعد میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہوں (مسلم) ممکن ہو تو منیٰ سے پہلے وادیٔ نمرہ میں جائیں اور زوالِ آفتاب تک وہیں رہیں۔(مسلم) اور زوال کے بعد ساتھ ہی اگلی وادیٔ عرنہ میں چلے جائیں، جہاں آجکل مسجدِ نمرہ بنائی گئی ہے۔ وہاں نمازِ ظہر وعصر کی دو دو رکعتیں (قصر) ایک آذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ظہر کے وقت میں جمع تقدیم سے پڑھیں اور پھر عرفات چلے جائیں (صحیح مسلم) اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو سیدھے عرفات ہی چلے جائیں۔

[105] نبی ﷺ نے جبلِ رحمت کے دامن میں وقوف فرمایا۔ اسکے اوپر نہیں چڑھے (صحیح مسلم) اور فرمایا کہ "میں نے یہاں وقوف کیا ہے۔ البتہ سارا میدانِ عرفات ہی جائے وقوف ہے" (صحیح مسلم) حاجیوں کیلئے یومِ عرفہ کا روزہ جائز نہیں۔(بخاری ومسلم) البتہ ۹ ذوالحج کا روزہ عام مسلمانوں کیلئے دو سال کے گناہوں کا کفّارہ ہے (صحیح مسلم) میدانِ عرفات

میں یہ دن ذکر اور دعائیں کرنے میں گزاریں۔دعاؤں کیلئے نبی ﷺ نے دونوں ہاتھ سینے تک (بیهقی ، احمد،اخبار مکه فاکهی) **اٹھائے تھے**۔(نسائی،ابن خذیمه،احمد، طبرانی)

[106] ''کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ یومِ عرفہ سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنم سے رہائی دے۔'' (صحیح مسلم) ''اس دن اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے اہلِ عرفات پر فخر کرتا ہے۔۔اور فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتا ہے: میں نے ان سب کو بخش دیا۔''

(شرح السنه بغوی،مسند ابویعلی،صحیح ابن خذیمه،ابن حبان ،مسنداحمد)

[107] ایک دعاء کو یومِ عرفہ کیلئے نبی ﷺ نے منتخب فرمایا ہے جو یہ ہے:

((لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه' لَاشَرِيْکَ لَه'،لَه' الْمُلْکُ وَلَه' الْحَمْدُ،وَهُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ)) (ترمذی،مسنداحمد، مؤطا امام مالك،بیهقی،شرح السنه،مصنف عبدالرزاق ،ابن ابی شیبه)

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے،اسکا کوئی شریک نہیں، تمام بادشاہی اور ہر طرح کی حمد وثناء اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

غرض یہ سارا دن قرآن وسنت سے ثابت شدہ مسنون اذکار ودعاؤں اور اللہ سے اپنی حاجتیں طلب کرنے میں گزارنا چاہیئے۔

مزدلفہ کو روانگی:

[108] غروبِ آفتاب کے بعد میدانِ عرفات سے (مغرب کی نماز پڑھے بغیر) تلبیہ وتکبیرات کہتے ہوئے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوجائیں،اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء جمع تاخیر اور

قصر سے پڑھیں، ایک آذان اور دونوں کیلئے الگ الگ اقامت کہیں (صحیح مسلم) اور دونوں نمازوں کی پانچ فرض رکعتوں کے سوا نبی ﷺ کا وہاں کچھ بھی پڑھنا ثابت نہیں۔ (صحیح بخاری) علّامہ ابن قیّم کی تحقیق کے مطابق اس دن نبی ﷺ نے نمازِ تہجّد بھی نہیں پڑھی۔ (حجة النبی ﷺ للالبانی ص ٧٦) صبح نمازِ فجر کے بعد مشعرالحرام کے پاس یا مزدلفہ میں کہیں بھی ذکر ودعاء میں مشغول رہیں اور روشنی خوب پھیل جانے پر مگر طلوعِ آفتاب سے تھوڑا پہلے منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔ (صحیح مسلم) روانگی سے قبل اور فجر کے بعد جمرۂ عقبہ پر رمی کیلئے سات یا کم وبیش کنکریاں چُن سکتے ہیں۔ (صحیح مسلم) اور اگلے دنوں میں روزانہ اکیس کنکریاں منیٰ سے لیکر رمی کر لینا بھی جائز ہے۔ (التحقیق والایضاح ص ۴۲)

[109] صرف خواتین اور ضعیف وبوڑھے لوگوں کو اجازت ہے کہ وہ آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے منیٰ جا سکتے ہیں۔ (بخاری ومسلم) مگر جمرۂ عقبہ کی رمی طلوعِ آفتاب کے بعد ہی کرنا ہوگی۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، طیالسی، مسند احمد)

[110] مزدلفہ ومنیٰ کے مابین وادیٔ محسّر بھی آتی ہے، جو کہ منیٰ کا ہی حصّہ ہے، جہاں ابرہہ اور اسکے لشکر کو اللہ نے ابابیلوں (پرندوں کے لشکر) سے تباہ کروایا تھا. وہاں سے گزرتے وقت تیز تیز نکل جانے کا حکم ہے۔ (مسلم) تعجب ہے کہ بعض لوگ وہاں سوئے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔

یوم نحر وقربانی اور احرام اتارنا:

[111] ۱۰ ذوالحج (یومِ نحر) کو سب سے پہلے جمرۂ عُقبہ (بڑے جمرہ) پر رَمی کریں، جو موٹے چنے سے ذرا بڑی سات کنکریوں سے ہوگی۔ کنکریاں ایک ایک کر کے ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہیں۔ (صحیح مسلم) جمرات پر بڑے بڑے کنکر و پتھر اور جوتے مارنا روا

نہیں ہے۔اس جمرہ کے پاس کھڑے ہوکر دعاء کرنا ثابت نہیں۔(مؤطا امام مالك) اس جمرہ عُقبہ پر رَمی کرنے کے ساتھ ہی تلبیہ کہنا بند کردیں۔(بخاری ومسلم)

[112] منیٰ میں موجود حُجّاج کو نمازِ عید پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ انکی رمی ہی عید کے قائم مقام ہوتی ہے۔(فتاویٰ ابن تیمیه ۲۶/۱۷۰۔۱۷۱)

[113] رمیٔ جمرہ کے بعد قربانی کریں۔(مسلم) یہ حجِ تمتّع (البقرہ:۱۹۶) اور حجِ قِران والوں کیلئے واجب ہے۔اور حجِ مفرد والوں پر قربانی واجب تو نہیں لیکن کرلیں تو کارِ ثواب ہے۔(بخاری ومسلم) اُونٹ اور گائے میں سات سات حاجی شریک ہوسکتے ہیں (مسلم) البتہ عام مسلمان جب منیٰ کے علاوہ عید الاضحیٰ پر قربانی کریں تو اُونٹ میں دس گھر شرکت کرسکتے ہیں۔(ترمذی،نسائی،ابن ماجه،ابن خذیمه،ابن حبان،معجم طبرانی کبیر،بیهقی، حاکم)

[114] قربانی کا مسنون وقت جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد شروع ہوتا ہے اور چار دنوں یوم نحر و ایامِ تشریق (۱۰،۱۱،۱۲،۱۳) تک رہتا ہے۔(ابن حبان،دارقطنی،بیهقی،احمد،مسند بزار)

[115] قربانی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قبلہ رو کرکے (بائیں پہلو پر) لٹائیں اور اسکے دائیں پہلو پر اپنا پاؤں رکھیں۔(بخاری ومسلم) اور چُھری چلادیں۔

[116] اُونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسکا اگلا بایاں پاؤں اسکے گھٹنے سے باندھ کر اسے تین ٹانگوں پر کھڑا رہنے دیں۔(بخاری ومسلم) اور اسے قبلہ رو کرلیں۔(بخاری تعلیقاً،مؤطا امام مالك وسنن کبریٰ بیهقی موصولاً) اور اسکی گردن کو پیچھے کی طرف موڑ کر اسکی رَسی اسکی دُم سے باندھ دیں اور ذبح و نحر کی دعائیں کرتے ہوئے اسکی ٹانگوں کی جڑوں اور گردن کے آغاز میں موجود گڑھے میں خنجر یا برچھا ماردیں۔وہ جلد ہی گرجائے گا۔قرآنِ کریم میں انکے اسی طرح

زمین پر لگ جانے کا ذکر ہے۔(الحج:۳۶)مستحب تو یہی طریقۂ نحر ہے۔البتہ اسے بیٹھے بیٹھے ذبح کرنا بھی جائز ہے۔(نزهة الطالبین و عمدة المفتین للنووی ۳۰۷/۳)

[117] قربان کو نحر یا ذبح کرتے وقت یہ اذکار و دعائیں پڑھیں:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)) (صحیح مسلم)

''اللہ کے نام سے،اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''

((اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا مِنْكَ وَلَكَ)) (صحیح مسلم)

''اے اللہ! یہ تیری توفیق سے ملا اور تیری رضاء کیلئے دیا ہے۔''

((اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّی)) (صحیح مسلم)

''اے اللہ! اسے میری طرف سے قبول فرما۔''

[118] قربانی کا گوشت خود بھی کھانا چاہیئے۔(الحج:۳۶)یہ نبی ﷺ کی سنّت ہے۔(مسلم)

[119] اگر قربانی دینے کی طاقت نہ ہو تو تین روزہ ایامِ حج[ایامِ تشریق میں(صحیح بخاری) یا اسکے بعد مکّہ] میں اور سات واپس اپنے گھر جا کر رکھ لیں۔(سورۃ البقرہ:۱۹۶)

[120] قربانی کے بعد سر منڈوالیں یا بال چھوٹے کروالیں(الفتح:۲۷)البتہ سر منڈوانا افضل ہے۔(بخاری ومسلم)عورتوں کیلئے سر منڈوانا روا نہیں ہے۔(ابوداؤد،دارمی،دارقطنی، بیہقی، طبرانی) وہ اپنی چوٹی کے بالوں کو اکٹھا کر کے آخر سے تمام بالوں کو انگلی کے پورے کے برابر کاٹ لیں۔(المغنی ۳۹۵/۳)ناخن بھی کاٹ لیں تو بہتر ہے۔(زادالمعاد ۲۷۰/۲)

[121] بال کٹوانے کے بعد احرام کھول دیں اور خوشبو وغیرہ لگائیں۔(بخاری ومسلم) یہ ''تحلّلِ اول'' ہے۔اب میاں بیوی کے تعلقات کے سوا تمام پابندیاں ختم ہو گئیں۔

[122] جولوگ قربانی کیلئے کوپن لئے ہوئے ہوں، وہ جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد بال کٹوائیں اوراحرام کھول لیں۔

[123] ۱۰رذوالحج کوہی سب سے اہم کام اورحج کا رکنِ اعظم ''طوافِ افاضہ'' (طوافِ حج یا طوافِ زیارت) کرلیں تو یہی مسنون ہے۔(بخاری ومسلم) اگر بیماری ونقاہت یا حیض وغیرہ کے عذر کی وجہ سے ۱۰ ذوالحج کوممکن نہ ہوتو ایامِ تشریق (۱۱،۱۲،۱۳) میں کرلیں۔ ورنہ جب مجبوری زائل ہوتب ہی سہی اوراس تاخیر پرکوئی فدیہ وکفّارہ بھی نہیں ہے۔(المغنی ۳۹۶/۳، بلوغ الامانی ترتیب و شرح مسند احمدالشیبانی ۲۰۴/۱۲-۲۰۵)

[124] اس طواف میں احرام، رمل اوراضطباع نہیں ہے۔(ابوداؤد، ابن ماجه، ابن خذیمه، مستدرك حاکم) حجِ تمتع کرنے والوں کیلئے اس طواف کے بعد صفاومروہ کے مابین سعی بھی ضروری ہے اورقِران ومفرد والوں کیلئے طوافِ قدوم یا طوافِ عمرہ کے ساتھ کی گئی سعی ہی کافی ہے(ترمذی، ابن ماجه، ابن خذیمه، ابن حبان، بیهقی) طواف سے فارغ ہوکر مقامِ ابراہیم پر دورکعتیں پڑھیں۔(صحیح بخاری تعلیقاً، مصنف عبدالرزاق وابن ابی شیبه موصولاً) اس طواف وسعی کے بعد حاجی کو ''تحلّلِ ثانی'' یا ''تحلّلِ کلّی'' حاصل ہوجاتا ہے اورمیاں بیوی کے تعلقات سمیت تمام پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں۔(بخاری ومسلم)

ایامِ تشریق اورقیامِ منیٰ:

[125] طوافِ افاضہ کے بعدواپس منیٰ لوٹ جائیں اورایامِ تشریق کی راتیں وہیں گزاریں (ابوداؤد، ابن خذیمه، ابن حبان، دارقطنی، بیهقی، احمد، حاکم) ان ایام کے دوران مکّہ جانااورزیارت وطوافِ کعبہ کرنا نبی ﷺ سے ثابت ہے۔(بخاری تعلیقاً، معجم طبرانی کبیر، بیهقی موصولاً)

[126] ان دِنوں تمام نمازیں انکے اوقات پر مگر قصر اور باجماعت ادا کریں۔(بخاری ومسلم)

[127] ۱۱۔۱۲اور۱۳ذوالحج کوزوالِ آفتاب کے بعد تینوں جمرات کوسات سات کنکریوں سے رمی کرنا مسنون ہے۔(ترمذی،ابن ماجہ)صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل بھی یہی تھا۔(بخاری) پہلے چھوٹے پر رمی کریں اور فارغ ہوکرایک طرف ہوجائیں اور قبلہ روہوکر دعاء مانگیں،ایسے ہی درمیانے پر کریں،البتہ بڑے کے پاس دعاء ثابت نہیں۔(بخاری ومسلم)

[128] اگر کوئی صرف ۱۱۔۱۲کی رمی کرنے پر ہی اکتفاء کرتا ہے،تو اسکے لئے یہ جائز ہے۔ (البقرہ:۲۰۳)۱۲ذوالحج کی رمی کرکے مغرب سے پہلے پہلے اپنی جگہ سے روانہ ہوجائیں اور اگر وہیں مغرب ہوگئی تو پھر اگلے دن ۱۳ذوالحج کی رمی کرنا ضروری ہوجائے گا۔(مؤطا)احناف اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے(مؤطا امام محمد ص۲۳۳،المجموع ۲۸۳/۸ المغنی ۴۰۷/۳)

[129] بچوں،بوڑھوں،بیماروں اور عورتوں کیلئے اگر خود جاکر رمی کرنے کی گنجائش نہ ہوتو وہ وکیل مقرر کرسکتے ہیں اس سلسلہ میں بعض ضعیف احادیث بھی ترمذی،ابن ماجہ،مسند احمد،ابن ابی شیبہ،اورمعجم طبرانی اوسط میں ہیں۔(فقہ السنہ ۷۳۵/۱ ،المغنی۲۸۶/۳،التحقیق ص۵۰، النیل ایضاً)وکیل پہلے خود اپنی سات کنکریاں ایک ایک کرکے مارے،پھر مؤکّلین کی بھی اسی طرح مارے،مٹھی بھرکر کنکریاں پھینک دیں تو یہ رمی شمار نہیں ہوگی۔(المغنی۲۸۶/۳)

[130] ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔(ابوداؤد،ابن خذیمہ،ابن حبان، دارقطنی،بیہقی،مسنداحمد،مستدرک حاکم نیز دیکھئے نیل الاوطار شوکانی ۸۰/۵/۳)

۱؎ اس موضوع پرعلّامہ عبدالعزیز بن بازؒکا ایک رسالہ بڑا ہی مفصل ومفید ہے۔ہم نے اسکا اردو ترجمہ کرکے مکتبہ کتاب وسنت اور توحید پبلیکیشنز کی طرف سے چھپوادیا ہے۔وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَ مِنْهُ الْقَبُوْلُ

البتہ بکریاں اور اُونٹ چرانے والوں (اصحابِ سنن، ابن حبان، ابن خذیمہ، دارمی، احمد، حاکم، مؤطا مالك) اور حُجّاج کو پانی پلانے کی ذمہ داری نبھانے والوں (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کو نبی ﷺ نے یہ راتیں منیٰ میں نہ گزارنے کی رخصت دے دی تھی۔ (بخاری ومسلم)

[131] اگر کسی نے اس واجب کو بلا عذرِ شرعی ترک کر دیا تو اسے بعض آئمہ (مالک، شافعی، اور ایک روایت میں امام احمد) کے نزدیک دم دینا پڑے گا، جبکہ امام احمد کی مشہور روایت اور احناف کے نزدیک ترکِ قیامِ منیٰ پر فدیہ نہیں ہے۔ (نیـــل الاوطـــار ۸۰/۵/۳) لیکن انہیں رمی کرنا ہوگی، ایسے لوگ ایک دن بکریاں چرائیں اور ایک دن میں دونوں کی اکٹھی کنکریاں ماریں

(اصحابِ سنن، ابن حبان، ابن خذیمہ، مسنداحمد، مستدرك حاكم، دارمی، مؤطا مالك)

بچوں کا حج وعمرہ:

[132] بچوں کا حج صحیح ہے اور اسکا ثواب بچوں کے علاوہ انھیں حج کروانے والوں (والدین) کو بھی ہوتا ہے۔ (مسلم) عہدِ نبوی ﷺ اور دورِ خلفاء رضی اللہ عنہم میں سات سال اور کم وبیش عمر کے نابالغ بچوں کو حج کروانے کے کئی واقعات کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔ (مسلم) انکا یہ حج نفلی شمار ہوگا اور بالغ ہونے پر اگر اللہ نے توفیق دے کر حج فرض کر دیا تو وہ فرض ادا کرنا ہوگا۔ (المحلّی ابن حزم ۲۷۶/۷، نیل الاوطار ۲۹۴/۴/۲)

[133] میقات پر احرام سے لیکر تمام مناسک انھیں اپنے ساتھ ساتھ پورے کروائیں، سوائے رمی کے، یہ آپ خود انکی طرف سے کر دیں، ناسمجھ بچوں سے احرام کے آداب پورے کروائیں، انھیں خوشبو نہ لگائیں، انکے بال یا ناخن نہ کاٹیں اور اگر وہ کسی معاملہ میں کوئی کمی بیشی کر دیتے ہیں تو ان پر کوئی دم یا گناہ نہیں ہے۔ (المحلّی ۲۷۶/۷-۲۷۷، المرعاۃ ۲۰۰/۶-۲۰۳)

سمجھدار بچے کو احرام باندھیں اور نا سمجھ بچے کو معمول کے لباس (خواتین کی طرح) میں رکھ کر اسے احرام کے حکم میں داخل کر دیا جائے، لیکن افضل واحوط احرام باندھنا ہی ہے۔(المرعاة ۲۰۱/۶، فتح الباری ۲۳۔۷۱/۴، شرح نووی، بدایة المجتهد ابن رشد ۲۵۳/۱، سبل السلام ۱۸۱/۲/۱، المغنی، التحقیق ابن باز ص ۲۳، تحفة الاحوذی ۲۷۴۔۴۷۲/۳، الفتح الربانی ۳۱۔۳۰/۱۱)

[134] تمتّع اور قِران کرنے والے بچوں کی طرف سے بھی قربانی واجب ہے۔(الشرح الصغیر للدردیر ۸/۲۔حاشیه الدسوقی، المرعاة ۲۰۲/۶)

طوافِ وداع:

[135] مکّہ مکرمہ سے اپنے شہر یا ملک جانے سے پہلے طوافِ وداع کرنا واجب ہے۔البتہ حیض والی عورت یہ طواف کئے بغیر مکّہ سے روانہ ہوسکتی ہے۔(بخاری ومسلم) طوافِ وداع میں نہ رمل ہے نہ احرام ہے، نہ اضطباع اور نہ ہی اسکے ساتھ سعی ہے۔طواف کریں، دو رکعتیں پڑھیں اور روانہ ہوجائیں۔حرم شریف سے الٹے پاؤں باہر نکلنا سراسر خانہ ساز فعل ہے۔

(مناسك الحج والعمره للالبانی ص ۴۳)

احکام وآدابِ زیارتِ مدینہ منورہ:[1]

[136] مسجد نبوی میں نماز کی نیّت سے مدینہ منورہ کا سفر کیا جائے تا کہ نبی ﷺ کے اس حکم کی خلاف ورزی نہ ہو جسمیں آپ ﷺ نے مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کے سوا کسی طرف بغرضِ ثواب رختِ سفر باندھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم) مدینہ منورہ پہنچ کر

[1] اس موضوع پر علاّمہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کا ایک رسالہ بڑا ہی مفصل ومفید ہے۔ہم نے اسکا اردو ترجمہ کرکے مکتبہ کتاب وسنت اور توحید پبلیکیشنز کی طرف سے چھپوادیا ہے۔وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَ مِنْهُ الْقَبُوْلُ

مسجدِ نبوی میں جائیں، جہاں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔(بخاری ومسلم)
پچاس ہزار نماز والی حدیث(ابن ماجہ) ضعیف و نا قابلِ حجّت ہے۔

[137] مسجدِ نبوی میں داخل ہوتے ہی دعاءِ دخول اور پھر تحیۃ المسجد پڑھیں اور اگر ممکن ہو تو روضۃ الجنّۃ میں پڑھیں جو قبر شریف کے ساتھ ہی سفید ستونوں والی جگہ ہے اور جسے نبی ﷺ نے ''جنّت کا باغیچہ'' قرار دیا ہے۔(بخاری ومسلم) اگر کسی فرض نماز کا وقت ہے تو پہلے باجماعت نماز ادا کرلیں۔

[138] فرض نماز یا تحیۃ المسجد کی دو رکعتوں کے بعد نبی ﷺ کی قبرِ مقدس کے پاس جائیں اور یوں سلام کریں:

((اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ)) ''اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ پر سلام ہو۔''

پھر ساتھ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر پر انھیں یوں سلام کریں:

((اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَابَکْرٍ)) ''اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آپ پر سلام ہو۔''

اور پھر حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر پر انھیں یوں سلام کہیں:

((اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عُمَرُ)) ''اے عمر رضی اللہ عنہ! آپ پر سلام ہو۔''

(مؤطا مالك، عبدالرزاق وابن ابی شیبه، بیهقی، فضل الصلوٰة علی النبی ﷺ لاسماعیل القاضی)

[139] نبی ﷺ کی آخری آرامگاہ کے درودیوار یا جالیوں اور پوری مسجدِ نبوی کے کسی بھی حِصّہ کو تبرّک کی نیّت سے چُھونا، پھر ہاتھوں کو چہرے اور سینے پر پھیرنا اور چومنا ثابت نہیں ہے۔ امام غزالی، ابن تیمیہ، امام نووی، ابن قدامہ، ملّا علی قاری، شیخ عبدالحق دہلوی (دیوبندی) اور مولانا احمد رضا خان (بریلوی) نے بھی ان امور کو منع قرار دیا ہے(احیاء علوم الدین غزالی

۲۴۴/۱،المغنی ۵۰۰/۳،فتاویٰ ابن تیمیه ۹۷/۲۶،انوار البشارات فی مسائل الحج والزیارات فاضل بریلوی ص ۲۹،احکام شریعت فاضل بریلوی حصه سوم، معراج الدرایه ص ۱۲۴،جذب القلوب الی دار المحبوب شیخ عبدالحق دهلوی ص۱۷۱۔۱۷۲)

[140] قبرِ شریف کے پاس شور پیدا کرنا یا طویل عرصہ تک رک کر شور کا باعث بننا بھی درست نہیں، کیونکہ یہ ادب گاہِ عالَم ہے اور یہاں آوازوں کو پست رکھنا ضروری ہے۔(الحجرات:۲)

صلوٰۃ وسلام سے فارغ ہوجائیں تو قبلہ رو ہوکر دعائیں مانگیں، نہ کہ قبرِ شریف کی طرف منہ کرکے۔(التحقیق والایضاح ص۶۷)

[141] حرمِ مکی کی طرح ہی مسجدِ نبوی سے بھی الٹے پاؤں نکلنا ایک خودساختہ فعل ہے، جسکی کوئی شرعی حیثّیت نہیں ہے۔(مناسك الحج والعمره ص۴۳)

[142] قیامِ مدینہ منورہ کے دوران کسی بھی وقت اقامت گاہ سے وضوء کرکے جائیں اور مسجدِ قبا میں دو رکعتیں پڑھ لیں۔اسکا پورے عمرہ کے برابر ثواب ہے۔(ترمذی،مسنداحمد،نسائی، ابن ماجه، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبه، بیهقی،مسند ابو یعلی،تاریخ کبیر امام بخاری)

مسجدِ قبا کی زیارت سنتِ رسول ﷺ ہے۔(صحیح مسلم)

[143] بقیع الغرقد یا جنت البقیع کی زیارت کرسکتے ہیں اور وہاں عام قبرستان کی زیارت والی دعاء کریں اور ان الفاظ کا اضافہ کردیں:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَ ھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ))

''اے اللہ! اس بقیعِ غرقد کے آسودگانِ خاک کی مغفرت فرمادے۔''

[144] شہداءِ اُحد کی زیارت بھی جائز ہے اور وہاں بھی عام زیارتِ قبور والی دعاء کریں۔

[145] مدینہ منورہ میں جتنا بھی قیام ممکن ہو جائز ہے۔ چالیس نمازیں پوری کرنے کیلئے ہفتہ بھر رکنا کوئی شرط نہیں، کیونکہ اس موضوع کی بیان کی جانے والی مسند احمد وطبرانی اوسط والی روایت ضعیف وناقابلِ استدلال ہے۔(سلسلۃالاحادیث الضعیفہ للالبانی ۳٦٦/۱)

[146] دورانِ حج اگر کوئی شخص مقصد بنائے بغیر ضمنی طور پر کوئی تجارت یا مزدوری کرنا چاہے تو یہ جائز ہے۔(البقرہ:۱۹۸،الحج:۳۸،تفسیر ابن کثیر ۲۸۵/۱،بخاری شریف حدیث:۱۷۷)

البتہ اس میں غیر قانونی اشیاء غیر قانونی طریقوں سے لانا، ان کا کاروبار کرنا اور کسٹم میں دھوکا دہی کرنا جو کہ عام حالات میں بھی روا نہیں، وہ حج وحُجّاج کے لئے بھی جائز نہیں، ان سے بچیں۔
(جدید فقھی مسائل، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ص۱۳۰۔۱۳۱)

[147] ملّہ مکرمہ کا اصل تحفہ آبِ زمزم اور مدینہ منورہ کا مبارک ہدیہ عجوہ کھجور ہے، کیونکہ آبِ زمزم ہر غرض ومرض کیلئے مفید ہے۔(مسنداحمد،معجم طبرانی اوسط،ابن ابی شیبہ،بیھقی) یہ کھانے کا کھانا(صحیح مسلم) اور بیماری کی دواء ہے(مسنداحمد،طیالسی،بیھقی،معجم طبرانی صغیر وکبیر) لیکن اس میں کفن یا نقدی کو بھگونا خانہ ساز فعل ہے(السنن والمبتدعات ص ۱۱۳ وحجۃ النبی ص ۱۱۹) اور عجوہ کھجور کے سات دانے صبح کھالیں تو اس دن زہر اور سحر (جادو) اثر نہیں کرتا۔(بخاری ومسلم) یہ شفاء اور زہر کا تریاق ہے(صحیح مسلم) یہ جنّت کا پھل ہے۔(ترمذی،نسائی،ابن ماجہ،دارمی،مسند احمد وابویعلی)

[148] سفر چاہے کتنا ہی آرام دہ کیوں نہ ہو، یہ عذاب کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے، لہٰذا کوئی شخص جب اپنا کام مکمل کرلے تو جلد اپنے اہل وعیال میں لوٹ جائے(بخاری ومسلم) حاجی کا حج سے فارغ ہوکر اپنے اہل وعیال میں جلد لوٹ جانا ہی زیادہ اجر کا باعث ہے۔(دارقطنی،بیھقی، حاکم)

[149] جب واپسی کا سفر اختیار کریں تو سواری پر بیٹھنے، راستے میں قیام کرنے، شہروں کو دیکھنے اونچائی پر چڑھنے اور زیریں جانب اترنے وغیرہ کی دعائیں کرتے آئیں اور جب اپنا شہر نظر آجائے تو یہ دعاء کریں:

((آئِبُونَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)) (بخاری ومسلم)

''ہم تو تائب ہوکر، سجدہ وعبادت گزاری کا عہد کر کے لوٹ آئے ہیں،
اور اپنے رب کی تعریفیں کرتے ہیں۔''

[150] اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے ممکن ہو تو مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیں۔ (بخاری ومسلم) اور پھر یہ دعاء کرتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہو جائیں:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلٰی رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا﴾ (ابوداؤد)

''اے اللہ! میں تجھ سے داخل ہونے، اور نکلنے کی جگہوں کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، تیرا نام لیکر ہم یہاں سے نکلے تھے اور اے ہمارے رب! تجھی پر ہمارا بھروسہ ہے۔''

مختصر مسائل واحکامِ قربانی وعیدین [2]

عشرۂ ذوالحج کی فضیلت:

[151] سال کے بارہ ماہ میں سے حرمت والے مہینے چار ہیں۔(التوبہ:٣٦) جو کہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ہیں۔(بخاری ومسلم) اس ماہ کے عشرۂ اول، یومِ عرفہ اور یومِ نحر کی اللہ نے قسمیں کھائی ہیں۔(سورۃ الفجر:١،٢،٣،تفسیر ابن کثیر ٣٨٦/٤،سنن کبری،نسائی، احمد، حاکم) ان دس دنوں میں کیا گیا عمل، ہر دوسرے عمل سے اللہ کو زیادہ محبوب ہے حتی کہ جہاد سے بھی، الّا یہ کہ کوئی شرفِ شہادت سے سرفراز ہو جائے تو اسکا کوئی مقابلہ ہی نہیں۔(بخاری)

[152] صرف ایک یومِ عرفہ (٩/ذوالحجہ) کا روزہ دوسالوں کے گناہوں کا کفّارہ بن جاتا ہے۔(مسلم) لیکن یہ روزہ ان لوگوں کیلئے جائز نہیں جو میدانِ عرفات میں حج کیلئے موجود ہوں(بخاری ومسلم) اور عیدین (الفطر والاضحیٰ) کے روزے بھی جائز نہیں۔(بخاری ومسلم)

امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ عشرۂ ذوالحج کے دن، ماہِ رمضان کے عشرۂ اخیر کے دنوں سے افضل ہیں۔ انکے شاگرِ درشید علّامہ ابن قیم نے اسکی تفصیلی وضاحت اور یومِ ترویہ، یومِ عرفہ، یومِ نحر یا یومِ حجِ اکبر کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتیں اس عشرۂ ذوالحج کی راتوں سے افضل ہیں کیونکہ ان میں لیلۃ القدر و اعتکاف ہے.(فتاویٰ ابن تیمیہ ٢٨٧/٢٥-٢٨٩)

[153] ١٠ ذوالحج کو ''یومِ نحر'' کے علاوہ ''یومِ حجِ اکبر'' بھی کہا گیا۔(التوبہ:٣،بخاری مع الفتح ٣١٧/٨-٣٢٠،مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ ٢٨٨/٢٥-٢٨٩)

---

[2] اس موضوع پر ہماری ایک مفصّل کتاب بھی ہے جو کہ مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ، سیالکوٹ (پاکستان) کی طرف سے شائع ہو چکی ہے. تَقَبَّلَهُ اللّٰهُ

صرف جمعہ کے دن' یومِ عرفہ آنے والے حج کو ''حجِ اکبر'' یا ''اکبری حج'' کہنا اور اسے ستّر حجوں کے برابر ثواب والی بات خودساختہ وبلا دلیل ہے۔

قربانیاں:

[154] **فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ** (الکوثر:۲) کے کئی معنے بیان کر کے امام ابنِ کثیر نے ترجیح اسی معنیٰ کو دی ہے کہ اس سے مراد قربانی کا ذبح کرنا ہے۔(تفسیر ابن کثیر ۵/۱۱۷)

اور یہ سنّتِ رسول ﷺ اور سنّتِ ابراہیم علیہ السلام ہے، جو اسماعیل علیہ السلام کی قربانی **وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ** (الصّٰفٰت:۱۰۷) کی یادتازہ کرتی ہے۔ نبی ﷺ ہر سال قربانی دیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے سفر کے دوران بھی قربانی دی۔(ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خذیمہ، ابن حبان، بیہقی، مستدرك حاکم، معجم طبرانی کبیر)

[155] جو شخص طاقت کے باوجود قربانی نہ کرے نبی ﷺ نے اسے عیدگاہ سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔(ابن ماجہ، مسند احمد، دارقطنی، بیہقی، مستدرك حاکم)

[156] حاجیوں میں سے ہر چھوٹے بڑے اور مرد وزن پر ایک قربانی ہے، البتہ غیر حاجی ایک گھر والے سبھی افراد ایک قربانی میں شریک ہوتے ہیں۔(ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی، مسند احمد، مؤطا مالك اور معجم طبرانی کبیر) انکی تعداد چاہے ایک سَو یا ایک سَو سے بھی زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔(نیل الاوطار ۳/۵/۱۲۱)

[157] حج کے موقع پر اُونٹ اور گائے دونوں ہی سات حاجیوں کی طرف سے ہوتے ہیں۔ (صحیح مسلم) البتہ غیر حاجیوں کیلئے گائے سات گھروں کی طرف سے اور اُونٹ دس گھروں کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے۔(ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خذیمہ، ابن حبان، بیہقی،

مستدرك حاكم،معجم طبراني كبير) **ایک گھر سے مراد صرف وہ لوگ ہیں،جنکی آمد وخرچ کا سارا حساب کتاب ایک ہی شخص کے ہاتھ میں ہو۔**

[158] قربانی چار دن جائز ہے، یوم نحر (۱۰ ذوالحج) اور ایامِ تشریق (۱۱،۱۲،۱۳ ذوالحج) (صحيح ابن حبان،دارقطني،بيهقي،مسند احمد،مسند بزّار) اسی بات کی تائید قرآنِ کریم سے بھی ہوتی ہے۔(الحج:۲۸،تفسير قرطبي ۳۰۲/۳)

قربانی کرنے والے کیلئے ہدایاتِ نبویہ ﷺ:

[159] جو قربانی کرنا چاہے،وہ ذوالحج کا چاند دیکھنے کے بعد اپنے ناخن اور بال نہ کاٹے۔(صحيح مسلم) جسمیں قربانی دینے کی طاقت نہ ہواور وہ بھی قربانی دینے والوں کی طرح اپنے ناخن، بال انہی کے ساتھ کاٹے تو بعض متکلّم فیہ روایات کی رو سے اسے بھی قربانی کا ثواب ہوگا۔(ابوداؤد،نسائي،ابن حبان،دارقطني،بيهقي،امام حاکم وذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔البتہ شیخ البانی نے اس پر کلام کیا ہے۔ تحقيق المشكوٰة ۴۶۶/۱)

[160] قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے نحر یا ذبح کرنا سنّت ہے۔(صحيح بخاري ومسلم) حتیٰ کہ عورتیں بھی اپنی قربانی کا جانور خود ذبح کریں جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو اسکا حکم فرمایا کرتے تھے۔(بخاري و بيهقي تعليقاً و عبدالرزاق و حاكم موصولاً) اور فقہی آراء سے قطع نظر عورت کا ذبیحہ حدیثِ رسول ﷺ کی رو سے حلال ہے۔(بخاري) امام ابن ماجہ نے اس پر "ذبيحة المرأة" "عورت کا ذبیحہ" کا عنوان قائم کیا ہے۔(ابن ماجه)

[161] گوشت کاٹنے اور بنانے والے کو اجرت کے طور پر قربانی کی کھالیں یا قربانی کا گوشت نہیں دینا چاہیئے۔(صحيح بخاري ومسلم) **اور نہ ہی چمڑا یا گوشت بیچنا چاہیئے،البتہ چمڑا گھر**

میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔(مسند احمد)

[162] قربانی کا وقت نمازِ عید پڑھ لینے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اگر کسی نے نماز سے پہلے ہی جانور ذبح کرلیا تو اسکا گوشت تو حلال ہے مگر قربانی کا ثواب نہیں ہوگا۔ اسے چاہیئے کہ اسکی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے۔(بخاری ومسلم)

ذبح ونحر کا مسنون طریقہ:

[163] پہلے چھُری کو خوب تیز کرلیا جائے تا کہ جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔(صحیح مسلم) اور چھُری جانور کی آنکھوں کے سامنے تیز نہ کی جائے بلکہ اس سے کہیں چھپا کر تیز کریں تا کہ اپنی آنکھوں کے سامنے چھُری تیز ہوتے دیکھ کر وہ اذیت نہ پائے۔(مستدرك حاكم، معجم طبرانی كبير واوسط، بيهقی، مصنف عبدالرزاق)

[164] اُونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے تین ٹانگوں پر قبلہ رو(بخاری تعليقاً ومالك وبيهقی موصولاً) کھڑا کیا جائے(الحج:٣٦ وبخاری عن ابن عباس: قياماً) اگلی بائیں ٹانگ اور ران کو باہم باندھ دیا جائے اور ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' پڑھ کر اسکے سینے اور گردن کی جڑ کے درمیان والی، گڑھا نما جگہ میں نیزہ یا بَرچھا مارا جائے، جس سے اس کی رگِ جان کٹ جائے۔(بخاری ومسلم) اور وہ زمین پر لگ جائے۔(الحج:٣٦)

اُونٹ میں مستحب تو نحر ہی ہے، لیکن اگر کوئی اسے ذبح کرتا ہے تو بھی جائز ہے۔(روضة الطالبين وعمدة المفتين امام نووی ٣/٣٠٧، المرعاة ٧/٢٨)

[165] گائے (بھینس اور بھیڑ بکریوں) کو ذبح کیا جائے گا۔(البقره:٦٧) لیکن اگر کوئی گائے بھینس کو نحر کرتا ہے تو بھی حرج نہیں (المرعاة ٧/٢٨)

[166] ہر جانور کو ذبح کرتے وقت قبلہ رو کرلیں، اسے دائیں پہلو پر لٹالینا چاہیئے۔(بخاری تعلیقاً موقوفاً،مؤطا مالك و بيهقى موصولاً موقوفاً،ابوداؤد،ابن ماجه، دارمى، ابن خذيمه، مسند احمد،بيهقى، مرفوعاً) اور اسکے اوپر والے پہلو پر اپنا پاؤں رکھیں۔(بخاری ومسلم)

[167] چُھری چلانے سے پہلے یہ تکبیر وغیرہ پڑھ لیں:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ)) (صحيح مسلم)

''اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''

((اَللّٰهُمَّ اِنَّ هَذَا مِنْکَ وَلَکَ)) (صحيح مسلم)

''اے اللہ! یہ تیری توفیق سے اور تیری ہی رضا کیلئے ہے۔''

((اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا)) ''اے اللہ! اسے ہم سے قبول فرما۔'' (صحيح مسلم)

قربانی کے جانور:

[168] وہ جانور جو حلال ہیں (الانعام:۱،الحج:۳۴،۸) مثلاً بھیڑ، مینڈھا، بکری، بکرا (الانعام:۱۴۳) اُونٹ، اُونٹنی، گائے اور بیل۔(الانعام:۱۴۴) بھینس اور بھینسے کی قربانی کے جواز وعدمِ جواز میں اختلاف ہے۔ارجح واحوط یہی ہے کہ نہ کی جائے، لیکن اگر کوئی کرتا ہے، تو وہ بھی قابلِ ملامت نہیں ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ ۱/۵۲۰ وہفت روزہ الاعتصام ۸/نومبر ۱۹۷۴ء مقالہ مولانا عبدالقادر عارف حصاری۔(قائلینِ جوازِ) فتاویٰ اہلحدیث روپڑی (قائلینِ عدمِ جواز) وللتفصیل: المرعاۃ ۳/۳۵۳۔۳۵۴ الاعتصام، عیدالاضحیٰ نمبر ۱۹۸۶ء مقالہ حافظ صلاح الدین یوسف)

[169] سب سے افضل قربانی اُونٹ، پھر گائے، پھر مینڈھا (یا دنبہ) اور بکرا ہے۔(بخاری و مسلم و للتفصيل: الفتح الربانى ۶/۵۷،۱۳/۶۶۔۶۷)

جانوروں میں مطلوبہ اوصاف:

[170] اگر مینڈھا ہوتو خوبصورت اورسینگوں والا ہو۔(بخاری و مسلم) موٹا تازہ ہو۔(ابن ماجه،مستدرك حاكم، مسند احمد، مسند بزّار،بیهقی)

[171] قربانی کے جانوروں کوخرید کر پال پوس کرخوب موٹا تازہ کرنا چاہیئے۔(بخاری تعلیقاً، المستخرج ابونعیم موصولاً) یہ زیادہ باعثِ اجروثواب ہے۔

[172] خصّی جانور کی قربانی جائز ہے۔(ابن ماجه،مسند احمد، حاکم،بیهقی، بزّار)

[173] حاملہ جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔(اوراگرخرید لینے کے بعداورقربانی کرنے سے پہلے ہی وہ شیر دار ہوجائے توماں اوربچہ دونوں کوہی ذبح کردیا جائے۔اورقربانی تک اسکا صرف اتناہی دودھ پیا جائے جو بچے سے بچ رہے۔(بیهقی و علل ابن ابی حاتم)

اگر ذبح کرتے وقت اسکے پیٹ سے بچہ مردہ نکل آئے تو اسکے گوشت کے بارے میں کچھ اختلاف ہے،اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع اسکے حلال ہونے پر ہی ہے۔(حیاۃ الحیوان ۱/۱۶،اعلام الموقعین ابن قیّم ۲/۱/۳۷، فتاویٰ ابن تیمیه ۳۰۷/۲۶،الاعتصام۔عیدالاضحیٰ نمبر ۱۹۸۶ء)

جانوروں کے عیوب ونقائص:

[174] جانورلنگڑا نہ ہوکہ جسکا لنگڑا پن ظاہر ہو،آنکھوں سے کانا نہ ہوکہ کانا پن ظاہر ہو،ایسا بیمار نہ ہوکہ جسکی بیماری نمایاں ہو،اورایسالاغروکمزورنہ ہوکہ جس کے جسم میں چربی اور ہڈی میں گودانہ ہو۔(سننِ اربعه،ابن خذیمه،ابن حبان،دارمی،دارقطنی،بیهقی،احمد، حاکم،مؤطا مالك)

[175] اسکا کان سامنے یاپیچھے کی جانب سے کاٹ کراسے ساتھ ہی لٹکتا نہ چھوڑ دیا گیا ہو،نہ اسکے کان لمبائی میں چیرے ہوئے ہوں اورنہ اسکے کان میں گول سوراخ کیا گیا ہو۔(حوالہ جاتِ

سابقہ) خارش زدہ نہ ہواور اگر مادہ ہے تو اسکا تھن کٹا ہوا نہ ہو۔(طبرانی اوسط)

[176] قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اگر اس میں کوئی عیب آجائے تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔(ابن ماجہ،مسند احمد،ابویعلی،طیالسی،بیہقی،مصنف عبدالرزاق) **البتہ** اگر کوئی صاحبِ حیثیت ہے اور جانور بدل لیتا ہے تو یہ افضل ہے،لیکن بلا وجہ جانور بدلنا جائز نہیں۔(ابوداؤد،بیہقی،ابن خذیمہ۔متکلّم فیہ) الّا یہ کہ اس سے اچھے جانور کے ساتھ بدلا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔(المحلّی ۳۷۵/۷،المغنی ۱۱۱/۱۱ ،الانصاف ۸۹/۴)

جانوروں کی عمریں اوردانت:

[177] جانور انتہائی بوڑھا ہوکر جسم کی چربی سے خالی اور ہڈی کے گودے میں محروم نہ ہو چکا ہو

(سننِ اربعہ، احمد، مالک،ابن حبان،بیہقی،دارمی،ابن خذیمہ، حاکم،طیالسی، طبرانی اوسط)

[178] دودھ کے دودانت نکال چکا ہو۔یعنی جِذعہ یا کھیرا نہ ہو بلکہ مُسِنّہ یا دودانتا ہو۔(مسلم)

اوراہلِ لغت کے یہاں جِذعہ وہ بکرا،مینڈھا یا دنبہ ہوتا ہے جو اپنی عمر کا ایک سال مکمل کر چکا ہو۔ اور نبی ﷺ نے بعض صحابہ(حضرت عقبہ بن عامر اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما) کو چھ ماہ کے بکرے کی قربانی کی اجازت دی تھی،وہ انہی کے ساتھ مخصوص ہے،اور عموم کی دلیل نہیں بن سکتی،جیسا کہ آپ ﷺ کے ارشادِ کے اِن الفاظ سے پتہ چلتا ہے:

((ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ، وَلَا رُخْصَةَ لِاَحَدٍ فِيْهَا بَعْدَكَ))

''تم ذبح کرلو،لیکن تمہارے بعد اسکی کسی دوسرے کو اجازت نہیں ہے۔''

(للتفصیل نیل الاوطار ۱۱۳/۵/۳۔۱۱۵،فتح الباری ۹/۱۰۔۱۸،الفتح الربانی ۱۳/۷۱۔۷۶،المرعاۃ ۳۵۲/۳۔۳۵۳،الاعتصام لاہور،عیدالاضحیٰ نمبر مقالہ مولانا عطاء اللہ حنیف،عون المعبود شرح ابوداؤد

۵۳/۲،النھایہ فی غریب الحدیث لابن الاثیر ۱/۱۷۷،مشارق الانوار قاضی عیاض ۱/۱۷۹،التعلیق المجد مولانا عبدالحیٔ حنفی ص۴۱ٗ بذل المجھو دشرح ابوداؤد مولانا خلیل احمد سہارنپوری ۴/۱۷)

فوت شدگان کی طرف سے قربانی:

[179] فوت شدگان کی طرف سے قربانی دی جاسکتی ہے۔اگرچہ امام ابن المبارکؒ کے بقول زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان کی طرف سے صدقہ دیا جائے اور اگر قربانی دی جائے تو اسکا سارا گوشت تقسیم کردیا جائے۔(الفتح الربانی ۱۳/۱۰۹-۱۱۲،المرعاۃ ۳/۳۵۹ٗ فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۶/۳۰۶)

[180] اگر کسی فوت شدہ کی طرف سے قربانی دیں تو پھر کم ازکم دو جانور ذبح کریں۔ایک فوت شدہ کی طرف سے اور دوسرا اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی طرف سے۔

گوشت کی تقسیم:

[181] قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کے استحباب کا اشارہ قرآنِ کریم سے ملتا ہے کہ خود کھائیں،خوددار محتاجوں کو کھلائیں اور سائل کو بھی کھلائیں۔(الحج:۳۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم بھی تین حصوں میں ہی تقسیم کیا کرتے تھے اور اِسی کا کہا کرتے تھے کہ ایک حصہ اپنے گھر والوں کیلئے،دوسرا دوست واحباب اور پڑوسیوں وغیرہ کیلئے اور تیسرا فقراء ومساکین اور عام محتاجوں کیلئے ہو۔اور انکا کوئی مخالف بھی نہیں تھا۔امام ابن کثیر،امام ابن قدامہ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ۳/۴۷۷-۴۷۸،المغنی ۹/۴۴۸-۴۴۹،فتاویٰ ابن تیمیہ ۲۶/۳۰۹،ارواء الغلیل ۴/۳۷۴)

[182] غیر مسلم کو بھی قربانی کا گوشت دیا جاسکتا ہے کیونکہ سورۃ الحج کی آیت ۳۶ میں حکم عام ہےٗ اور یہ غیر مسلم لوگوں کو بھی شامل ہے،اور ممانعت کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔(الاعتصام،عید

الاضحیٰ نمبر ۱۹۸۶ء مقالہ حافظ صلاح الدین یوسف)

[183] گوشت یومِ نحر اور ایامِ تشریق میں کھایا اور بعد تک بھی رکھا جاسکتا ہے' کیونکہ شروع اسلام میں ۱۳ ذوالحج کے بعد تک گوشت روک رکھنے کی ممانعت تھی' لیکن بعد میں اسکی اجازت دے دی گئی تھی۔(بخاری ومسلم) بہر حال تین حصے کر کے اپنا حصہ کھائیں یا رکھ لیں۔دوسرے دو حصّے تقسیم کر دینا ہی مستحب ہے۔

قرض لے کر قربانی کرنا:

[184] قرض لے کر قربانی کرنا ایک مستحسن فعل ہے' اگرچہ یہ واجب نہیں۔(فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۰۵/۲۶) اور جو لوگ کاروباری یا نفع آور قرض کے بہانے قربانی چھوڑ دیتے ہیں، انکا یہ بہانہ بے جا عذرِ لنگ ہے۔

بعض بے ہودہ کوششیں:

[185] قربانی سنّتِ ابراہیمی علیہ السلام اور سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔صحابہ وتابعین سے لیکر آج تک کے مسلمانوں کا تعامل اسکی شرعی حیثیت کا گواہ ہے، مگر بعض منکرینِ سنّت پرویزیوں [۳] نے اسکی شرعی حیثیّت کو مشکوک بنانے کیلئے کئی بے ہودہ قسم کی کوششیں کی ہیں۔مسلمانوں کو ان کے جھانسے میں ہرگز نہیں آنا چاہیئے۔[۴] اللہ تعالیٰ اس سنّت کے احیاء کی توفیق سے نوازے، اور ان عیّاروں کی دھوکہ دہیوں سے محفوظ رکھے۔آمین

---

[۳] یادرہے کہ ان پرویزیوں کو عام اہلِ علم اور حکومتِ کویت کا دارالافتاء کافر قرار دے چکے ہیں۔

[۴] قربانی کے مسائل واحکام اور پرویزیوں کے تفصیلی رد کیلئے دیکھیئے: ہماری کتاب ''سوئے حرم'' جو=حج وعمرہ اور قربانی کے مسائل واحکام (بادلائل) پر مشتمل ہے۔

فلسفۂ عید:

[186] اسلام نے انسان کے فطری جذبۂ اظہارِ مسرّت کے پیشِ نظر سال میں خوشی منانے کے دو مواقع مہیّا کئے ہیں (ابوداؤد ،ترمذی، نسائی ،مسند احمد) پہلا موقعہ ماہِ رمضان کے اختتام پر، جسے ''عیدالفطر'' کہا جاتا ہے اور دوسرا موقعہ مناسکِ حج مکمل کرنے اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے عظیم فدایانہ کارنامے کی یادگار(۱۰ ذوالحج) ہے۔عید کا دن تقدّس مآب خوشیوں کے ساتھ ساتھ بعض روایات کی رو سے روزہ داروں کی مغفرت وبخشش کا دن ہے۔(شعب الایمان و سنن کبریٰ بیہقی،الترغیب ابن شاہین،الضعفاء عقیلی،الفردوس دیلمی، کتاب الثواب ابوالشیخ،للتفصیل المرعاۃ شرح مشکوٰۃ ۳۰۹/۴-۳۱۰)

آغاز وحکمِ عید:

[187] عیدالفطر کی مشروعیت عیدالاضحیٰ سے پہلے ۲ھ میں ہوئی۔(تلخیص الحبیر ۷۹/۲/۱ ،الشرح الکبیر للرافعی بحوالہ الفتح الربانی ۱۹۹/۶)

نمازِ عید احناف کے نزدیک واجب، حنابلہ کے نزدیک فرضِ کفایہ، مالکیہ وشافعیہ اور جمہور اہلِ علم کے نزدیک سنّتِ مؤکّدہ ہے۔(الفروع شرح المہذّب ۳/۵،الفقہ علی المذاھب الاربعہ، الفتح الربانی ۱۳۹/۶،المغنی ۲۵۲/۳-۲۵۵) امام شوکانی، علاّمہ نواب صدیق حسن خان، مولانا عطاءاللہ حنیف اور علاّمہ البانی کا رجحان بھی اسکے وجوب کی طرف ہی ہے۔(پندرہ روزہ ترجمان دہلی، عیدالفطر نمبر ۱۹۸۶ء تمام المنّہ ص ۳۴۴ الروضہ الندیہ ۱۴۲/۱،نیل الاوطار ۳۱۰/۳/۲-۳۱۱)

خوبصورت لباس وخوشبو:

[188] بعض صحابہ کے آثار سے پتہ چلتا ہے کہ عید کے دن غسل کرنا چاہیئے۔(مسند شافعی،

مؤطا مالك) **اور خوبصورت لباس پہننا**۔(كتاب الأم شافعي، ابن خذيمه) **اور خوشبو لگانا مسنون عمل ہے**۔(حاكم،معجم طبراني كبير،فضائل الاوقات بيهقي) **اچھا لباس پہننے اور خوشبو لگانے (تجمّل) کے بارے میں تو امام بخاری نے مستقل باب قائم کیا ہے:"باب في العيدين والتجمّل فيه" اور پھر اسکے تحت بعض احادیث ذکر کی ہیں**۔(بخاري مع الفتح ۴۳۹/۲) اور بعض صحابہ سے بھی خوبصورت لباس پہننے کا پتہ چلتا ہے۔(فتح الباری ۴۳۹/۲)

کچھ کھا کر جانا (عیدالفطر پر) اور آ کر کھانا (عیدالاضحیٰ پر):

[189] عیدالفطر کیلئے نبی ﷺ وِتر {طاق} تعداد میں کھجوریں کھا کر جایا کرتے تھے۔(بخاري) البتہ عیدالاضحیٰ کے دن کچھ کھائے پیئے بغیر ہی عیدگاہ جانا اور واپس آ کر اپنی قربانی کا گوشت کھانا مسنون ہے۔(ترمذي،ابن ماجه،دارمي،مسنداحمد) **البتہ اس "سنّت" کو نصف دن کا روزہ** کہنا ایک قطعاً غلط نظریہ ہے، کیونکہ روزہ صرف وہی ہوتا ہے جو غروبِ آفتاب تک ہو۔

شہر سے باہر عید:

[190] نبی ﷺ ہمیشہ شہر سے باہر جا کر کھلے میدان میں عید پڑھا کرتے تھے،لہٰذا مسنون وافضل تو یہی ہے۔البتہ ابوداؤد، ابن ماجہ اور مستدرک حاکم کی بعض ضعیف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بارش وغیرہ کا کوئی شرعی عذر ہو تو مسجد میں بھی عید پڑھی جا سکتی ہے۔(عون المعبود شرح ابوداؤد ۲۳/۴،تلخيص الحبير ۸۳/۲/۱ ،فقه السنه ۲۱۸/۱)

عورتوں کا عیدگاہ جانا:

[191] نمازِ عید میں شرکت کیلئے عورتوں اور بچوں کو بھی عیدگاہ جانا چاہیئے۔(صحيح بخاري) حتیٰ کہ حیض والی عورتوں کو بھی نبی ﷺ نے عیدگاہ جانے کا حکم فرمایا کہ وہ نماز میں نہیں، البتہ

مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوجائیں۔(بخاری ومسلم) **بعض علماء احناف بھی اسکے قائل ہیں۔**(العرف الشذی ص ۲۴۴ علاّمہ انور شاہ کشمیری) **البتہ عورتیں زرق برق لباس پہن کر اور خوشبو لگا کر نہ جائیں۔**(صحیح مسلم)

پیدل اور سوار:

[192] عیدگاہ کی طرف جانے کیلئے بہتر تو یہی ہے کہ پیدل چل کر جائیں، کیونکہ بعض روایات کا مجموعی مفاد اسی بات کے سنت ہونے کا پتہ دیتا ہے۔(ترمذی،ابن ماجہ،سنن سعید بن منصور،بیہقی،کتاب الام شافعی) **البتہ کسی سواری پر بیٹھ کر بھی عیدگاہ چلے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔**(صحیح بخاری، باب المشی والرکوب الی العید)

راستہ بدلنا:

[193] عیدگاہ کی طرف جانے اور آنے کے آداب میں سے ہی ایک بات یہ بھی ہے کہ جانے اور واپس آنے کیلئے الگ الگ راستہ اختیار کیا جائے، کیونکہ نبی ﷺ کا عملِ مبارک یہی تھا۔ (صحیح بخاری) علاّمہ ابنِ قیّم اور حافظ ابنِ حجر نے راستہ بدلنے کی بیس سے زیادہ حکمتیں ذکر کی ہیں، مثلاً قیامت کے دن دونوں راستوں کا گواہ بن جانا، دونوں راستوں کے جنّ وانس کا گواہ بننا، شوکتِ اسلام کا دونوں راستوں میں اظہار ہونا، یہود ومنافقین کی جلن میں اضافہ اور زیادہ قرابت داروں سے ملاقات کا باعث ہونا وغیرہ۔(زادالمعاد ۴۴۹/۲،فتح الباری ۴۷۳/۲، الفتح الربانی ۱۲۱/۶،نیل الاوطار ۲۹۱/۳/۲، ۲۹۲،غنیۃ الطالبین ۱۰۱/۲/۱۔۱۰۲) **لیکن اگر کوئی راستہ نہیں بدلتا تو بھی کوئی حرج نہیں، کیونکہ راستہ بدلنا واجب نہیں صرف مستحب ہے۔**(الفتح الربانی ۴۷۲/۲،نیل الاوطار ۲۹۱/۳/۲)

تکبرات کہنا:

[194] عیدالفطر کیلئے عیدگاہ جاتے ہوئے تکبریں کہتے جائیں اور خطبہ شروع ہونے تک یہ سلسلہ جاری رکھیں ۔(البقرہ:۱۸۵)اور عیدالاضحیٰ کیلئے ۸/ذوالحج (یومِ ترویہ) سے لیکر ۱۳/ذوالحج (آخرایامِ تشریق) تک تکبیریں کہیں ۔(البقرہ:۲۰۳،الحج:۳۷)

اوقات وانداز:

[195] تکبیرات کے یہی ایام ہیں،اوران میں صبح وشام،نمازوں کے بعد،راہ چلتے،مجلس میں بیٹھے،بستر پر لیٹے ،ہروقت تکبیریں کہنا مستحب ہے۔(بخاری مع فتح الباری ۴۶۲/۲، الفتح الربانی ۱۷۰/۶۔۱۷۲ ،فقہ السنہ ۳۲۵/۱)عیدین کی تکبیرات بلندآواز سے کہنی چاہییں ۔ (دار قطنی ،بیہقی،مصنف ابن ابی شیبہ) عورتیں بھی تکبیریں کہیں ۔(صحیح بخاری)

تکبیرات کے الفاظ:

[196] تکبیرات کے الفاظ یہ ہیں:

((اَللّٰہُ اَکْبَرُ،اَللّٰہُ اَکْبَرُ،لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ،اَللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ))

''اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اوراللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بڑا ہے اور ہر قسم کی تعریفیں صرف اللہ ہی کیلئے ہیں۔'' (ابن ابی شیبہ)

((اَللّٰہُ اَکْبَرُ،اَللّٰہُ اَکْبَرُ،اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً))(مصنف عبدالرزاق، کتاب العیدین)

''اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بہت ہی بڑا ہے۔''

عید کا وقت:

[197] عیدالفطر کو کچھ مؤخر کیا جائے تاکہ فطرانہ ادا کرنے کے وقت میں وسعت ہوجائے اور عیدالاضحیٰ کو سورج روشن ہوجانے کے بعد علی الصبح ادا کیا جائے تاکہ قربانی کے وقت میں وسعت ہو۔(المغنی ابن قدامہ ۲۶۷/۳) البتہ کسی بھی عید کو صلوٰۃ الضحیٰ کے وقت سے مؤخر نہ کیا جائے۔

(صحیح بخاری تعلیقاً بالجزم ،ابوداؤد، ابن ماجہ،مستدرک حاکم،بیہقی موصولاً)

بعض متکلّم فیہ روایات کے مطابق عیدالفطر کا وقت سورج کے دو نیزے بلند ہوجانے پر اور عیدالاضحیٰ کا وقت سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے پر ہے۔(کتاب الآضاحی حسن بن احمد البنا کما فی ارواء الغلیل ۱۰۱/۳،تلخیص الحبیر ۸۳/۲/۱،نیل الاوطار ۲۹۳/۳/۲) اور پوری امّت کا تعامل اسی کا شاہد ہے۔جبکہ زوالِ آفتاب کے بعد اس کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔

نمازِ عید سے پہلے یا بعد کوئی نماز؟

[198] عیدگاہ میں نمازِ عید سے پہلے یا بعد کوئی سنّت نہیں ہے۔(بخاری ومسلم) البتہ اپنے گھر آکر کوئی دو رکعتیں پڑھنا چاہے تو یہ ثابت ہیں۔(ابن ماجہ، ابن خذیمہ،بیہقی،مسنداحمد)

آذان واقامت:

[199] عیدین کیلئے نہ آذان ہے نہ اقامت۔(بخاری ومسلم) اور نہ ہی اَلصَّلوٰۃُ جَامِعَۃٌ (نماز کی جماعت ہونے لگی ہے) جیسی کوئی صداء ونداء۔(زادالمعاد)

رکعاتِ نمازِ عید:

[200] نمازِ عید کی صرف دو ہی رکعتیں ہیں۔(بخاری ومسلم)

کیفیّت وطریقۂ نمازِ عید:

[201] نمازِ عید کی ادائیگی کا طریقہ تو عام دو رکعتوں والا ہی ہے، سوائے اسکے کہ ان میں سے پہلی رکعت میں دعاءِ استفتاح یا ثناء کے بعد اور دوسری رکعت میں تکبیرِ قیام کے بعد کچھ تکبیریں (اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا) عام نماز سے زیادہ ہیں، جنہیں ''تکبیراتِ زوائد'' کہا جاتا ہے۔

[202] ان تکبیراتِ زوائد کی تعداد پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ (دارقطنی) کے سواء سات اور دوسری میں (تکبیرِ قیام کے سوا) پانچ ہے۔(ابوداؤد، حاکم، بیہقی، احمد، ابن ابی شیبہ) اکثر صحابہ وتابعین اور جمہور ائمہ واہلِ علم اسی کے قائل ہیں۔(نیل الاوطار ۲۹۸/۳/۲، المجموع ۲۰/۵، فقہ السنہ ۲۲۰/۱)

ابوداؤد، بیہقی، مصنف عبدالرزاق اور مسند احمد کی بعض روایات وآثار میں پہلی رکعت میں (تکبیرِ تحریمہ کے سواء) تین اور دوسری میں (تکبیرِ رکوع کے سواء) تین کا ذکر آیا ہے، لیکن محدّثینِ کرام نے ان روایات وآثار کو ضعیف ونا قابلِ حجّت قرار دیا ہے۔(عون المعبود ۹/۴، نیل الاوطار ۲۹۹/۳/۲۔۳۰۰، الفتح الربانی ۱۴۱/۶۔۱۴۲، تحفۃ الاحوذی ۸۶/۳۔۸۷) امام بخاری وترمذی (التلخیص ۸۴/۲/۱) شیخ عبدالقادر جیلانی (غنیۃ الطالبین ص ۲۹۹) اور کبار علماءِ احناف میں سے شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی (حجۃ اللہ البالغہ ۳۱/۲) اور مولانا عبدالحیٔ لکھنوی (التعلیق الممجد ص ۱۴۱) نے بارہ تکبیروں والے مسلک کی ہی تائید کی ہے۔

[203] یہ تکبیریں سنّت ہیں، جنکے عمداً چھوڑ دینے یا سہواً چھوٹ جانے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور نہ ہی اس پر سجدۂ سہو کی ضرورت ہے۔(المغنی ۲۷۵/۳، نیل الاوطار ۳۰۰/۳/۲، فقہ السنہ ۳۲۰/۱)

[204] ہر دو تکبیراتِ زوائد کے مابین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حسن بلکہ صحیح اثر

کی رو سے یہ کہنا مستحب ہے:

((سُبْحَانَ اللّٰہِ،وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ،وَاللّٰہُ اَکْبَرُ)) (معجم طبرانی کبیر،بیھقی)

''اللہ پاک ہے،تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں اوراللہ سب سے بڑا ہے۔''

[205] تکبیراتِ زوائد میں سے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کا ذکر بعض احادیث میں آیا ہے۔(مسند احمد،دارمی،طیالسی،بیھقی)صحیح سند سے ثابت ایک اثر میں امام مالک نے بھی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کا ہی حکم دیا ہے۔(کتاب العیدین فریابی بحوالہ الارواء للالبانی ۱۱۳/۳۔۱۱۴) البتہ شیخ البانیؒ نے اپنی ایک دوسری کتاب میں لکھا ہے کہ جنازہ و عیدین کی تکبیراتِ زوائد کے ساتھ رفع یدین والی احادیث عام ہیں،ان میں جنازہ وعیدین کا ذکر نہیں،لہٰذا ان میں انکی عدمِ مشروعیت کا قول ہی صحیح وحق ہے۔(تمام المنّہ ص ۳۴۸۔۳۴۹)

[206] نمازِ عیدین کی رکعتوں میں قراءت جہری ہے۔اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ الاعلیٰ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی)اوردوسری میں الغاشیہ(هَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ)پڑھنی مسنون ہے۔(مسند احمد،بیھقی،معجم طبرانی کبیر،مصنف ابن ابی شیبہ) جبکہ پہلی رکعت میں سورۃ القمراوردوسری میں قٓ پڑھنا بھی مسنون ہے۔(صحیح مسلم)

خطبۂ عید:

[207] نمازِ عیدین کی دو رکعتوں کے بعد امام کا خطبہ دینا سنّت ہے۔(بخاری ومسلم)اور خطبے کا آغاز عام خطبہ(اِنَّ الْحَمْدَلِلّٰہِ ....)سے ہی ہونا چاہیئے،خطبہ کے شروع یادورانِ خطبہ تکبیریں کہنا ثابت نہیں ہے۔(زادالمعاد ۴۴۷/۱،تمام المنّہ ص ۳۵۱،فقہ السنہ ۳۲۲/۱،المغنی)

[208] خطبۂ عید کو خطبۂ جمعہ کی طرح درمیان میں بیٹھ کر،اسے دو حصوں میں کر دینا کسی صحیح

حدیث سے ثابت نہیں، لہٰذا عید کا خطبہ صرف ایک ہی مسنون ہے۔(ارواء الغلیل ۳/۳۴۸)

[209] عیدگاہ میں منبر لے جانا ثابت نہیں۔(بخاری ومسلم) اور امام کا ویسے ہی اپنے قدموں پر کھڑے ہوکر خطبہ دینا سنّت ہے۔(ابن حبان وابن خذیمہ) نمازِ عید سے پہلے خطبہ دینے اور منبر پر بیٹھ کر خطبۂ عید کا آغاز عہدِ اموی میں مروان نے کیا تھا۔(بخاری ومسلم)

[210] عید کا خطبہ سننا سنّت ہے۔(بخاری ومسلم) اگر کسی عذر وضرورت کی بناء پر کوئی خطبہ سنے بغیر چلا جاتا ہے، تو اسکی گنجائش ہے۔(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی، مستدرك حاکم، ابن خذیمہ، المنتقی لابن الجارود)

نمازِ عید کی دوسری جماعت:

[211] اگر کوئی عیدگاہ پہنچے اور نماز کی جماعت ختم ہوچکی ہو تو اسے اکیلے یا اسی کی طرح بعد میں آنے والے لوگوں کے ساتھ مل کر دوسری جماعت کروالینا چاہیئے اور یہ حکم مردوں کی طرح ہی عورتوں کیلئے بھی ہے۔(صحیح بخاری، باب اذافاتته العید یصلّی رکعتین)

[212] ان دونوں رکعتوں کی دوسری جماعت والے بھی تکبیراتِ زوائد بھی کہیں گے۔
(بخاری تعلیقاً بالجزم، بیہقی ومصنف ابن ابی شیبہ وفریابی موصولاً)

[203] اسی طرح ہی اپنے اہل وعیال کے ساتھ مل کر بھی قضاءِ عید اپنے گھر میں بھی باجماعت پڑھی جاسکتی ہے۔(حوالہ جاتِ سابقہ)

دوسرے دن نمازِ عید:

[204] اگر رمضان کا تیسواں روزہ رکھ لیا گیا اور زوالِ آفتاب کے بعد ثقہ لوگوں نے بتایا کہ ہم نے رات چاند دیکھا تھا تو اُسی وقت سبھی روزہ کھول دیں اور اگلے دن نمازِ عید ادا کریں اور امام

خطبہ دے، جیسا کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ کیا تھا۔(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارقطنی، بیہقی، ابن حبان، مسنداحمد) یہ تو عیدالفطر کے بارے میں ہے، جبکہ عیدالاضحیٰ کو بھی اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔(سبل السلام ۱/۲/۶۴، نیل الاوطار ۲/۳/۳۱۰)

عیدمبارک کہنے کا مسنون انداز:

[215] عید ملتے وقت عیدمبارک، عیدمبارک کی بجائے یہ مسنون وصحیح الفاظ کہیں:

((تَقَبَّلَ اَللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ)) ''اللہ ہماری اور آپ کی (عبادات) قبول فرمائے۔''

(صلوٰۃ العیدین محاملی، الترغیب للاصبہانی، للتفصیل تمام المنّۃ ص ۳۵۴۔۳۵۶ الجوھر النقی علی البیہقی ۳/۳۲۰ و صول الامانی الی اصول التہانی للسیوطی ص۱۰۹۔ الحاوی)

[216] نمازِ عید کے بعد مصافحہ ومعانقہ (گلے ملنا) ع

رسمِ دنیا بھی ہے، موقع بھی ہے، دستور بھی ہے۔

مگر شرعاً یہ ثابت نہیں ہے، بلکہ یہ ایک خودساختہ فعل اور ایجادِ نو ہے۔ حنفی، شافعی، مالکی حنبلی اور اہلحدیث علماء نے اسکے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔(فتاویٰ علّامہ شمس الحق عظیم آبادی صاحب عون المعبود ص۱۱۶۔۱۲۵ مرتبہ مولانا محمد عزیر شمس)

اجتماعِ عید وجمعہ:

[217] کبھی عید وجمعہ یکجا ہو جائیں تو یہ ایک افواہ کے مطابق ''بھاری'' ہیں۔ ع

''یہ اُمت خرافات میں کھوگئی۔'' لیکن نبی ﷺ نے ایک مرتبہ عید وجمعہ کے یکجا ہوجانے پر خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ ''آج تمہارے لئے دوعیدیں جمع ہوگئی ہیں۔(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خذیمہ، بیہقی، احمد، حاکم) یہی بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے یکجا

آجانے پر فرمائی۔(بخاری) ایسے ہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔(ابوداؤد، نسائی)

[218] ایسے میں نمازِ عید پڑھ لینے والوں سے نمازِ جمعہ کی فرضیّت ساقط ہوجاتی ہے۔(ابوداؤد نسائی، ابن ماجه، ابن خذیمه، بیهقی، مستدرک حاکم، مسنداحمد) **البتہ امام کو جمعہ پڑھانا چاہیئے تاکہ جو لوگ پڑھنا چاہیں ان کیلئے انتظام ہو، جیسا کہ نبی ﷺ نے لوگوں (خصوصاً دور سے آنے والوں) کے لئے رخصت کے اعلان کے ساتھ ہی فرمایا کہ "ہم تو جمعہ پڑھیں گے۔"(حوالہ جاتِ سابقہ)۔ایسے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی کیا۔(صحیح بخاری) اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی ایسے دن میں نمازِ جمعہ نہیں پڑھائی تھی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انکی تائید کی تھی۔** (ابوداؤد، نسائی)

[219] اجتماعِ عید و جمعہ کی شکل میں عید باجماعت پڑھیں اور جامع مساجد سے دور کے لوگ اپنی اپنی مساجد میں نمازِ ظہر پڑھ لیں۔انکے لئے یہی کافی ہے، اور قریب والے اور آسانی سے پہنچ سکنے والے جمعہ میں شریک ہوجائیں۔وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابوعدنان محمد منیر قمر
الحکمۃ الکبریٰ، الخبر۔الرمز البریدی:۳۱۹۵۲ (سعودی عرب)

فہرستِ مطبوعاتِ توحید پبلیکیشنز

کتب نمبر	عنوان	مصنف/مترجم
1	بدعات اور ان کا تعارف	تالیف/علاّمہ سعید بن عزیز یوسف زئی
2	نمازِ پنجگانہ کی رکعتیں مع نمازِ وتر وتہجد وجمعہ	تالیف/ابوعدنان محمد منیر قمر
3	مختصر مسائل واحکامِ رمضان، روزہ اور زکوٰۃ	تالیف/ابوعدنان محمد منیر قمر
4	مختصر مسائل واحکامِ طہارت ونماز	تالیف/علاّمہ محمد صالح العثیمینؒ ترجمہ/ابوعدنان محمد منیر قمر
5	زیارتِ مدینہ منوّرہ۔ احکام وآداب	تالیف/علاّمہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ ترجمہ/ابوعدنان محمد منیر قمر
6	ٹوپی وپگڑی سے یا ننگے سے نماز؟	تالیف/ابوعدنان محمد منیر قمر
7	جشنِ عیدِ میلاد النبی ﷺ؛ یومِ وفات پر!!	تالیف/ابوعدنان محمد منیر قمر
8	دنیوی مصائب ومشکلات؛ حقیقت، اسباب، ثمرات	تالیف/: محترمہ شوانہ عبدالعزیز ترجمہ/شاہد ستار تقدیم وتہذیب واضافہ/ابوعدنان محمد منیر قمر

آپ کے لئے خوشخبری!

توحید پبلیکیشنز کی طرف سے جلد شائع ہونے والی مفید مطبوعات!!

کتاب نمبر	عنوان	مصنف/مترجم
10	محبتِ رسول ﷺ ☆حقیقت ☆تقاضے اور ☆غلطیوں کی اصلاح	حاصل مطالعہ از قلم/ ابوکلیم مقصود الحسن فیضی
11	دین کے تین اہم اصول مع مختصر مسائل نماز	تالیف/ شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمیؒ ترجمہ/ ابوعدنان محمد منیر قمر
12	شکوک وشبہات کا ازالہ	تالیف/ شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التمیمیؒ ترجمہ/ ابوعدنان محمد منیر قمر
13	استقامت۔ راہِ دین پر ثابت قدمی	تالیف/ شوانہ عبدالعزیز ترجمہ/ شاہد ستار تقدیم وتہذیب/ ابوعدنان محمد منیر قمر
14	رکوع میں آکر ملنے والے کی رکعت؟ اور رکوع سے سجدہ جانے کی کیفیّت	تالیف/ ابوعدنان محمد منیر قمر
15	دعوۃ الی اللہ اور داعی کے اوصاف سنّت واجب العمل ہے اور اُس کا منکر کافر ہے	تالیف/ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ ترجمہ/ ابوعدنان محمد منیر قمر

آپ بھی ان کتابوں کی طباعت میں حصّہ لے سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کے مستحق بن سکتے ہیں۔ اگر آپ طباعت میں حصّہ لینا چاہتے ہیں تو اس پتہ پر اِی میل (Email) کیجیئے۔

رابطہ کریں Emailto:tawheed_pbs@hotmail.com